ہفت روزہ

# خدام الدین
لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ - (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم کھانا کھاؤ تو سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور کوئی چیز پیو تو سیدھے ہاتھ میں لے کر پیو۔

●

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا - (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کوئی چیز کھائے اور نہ پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔

●

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا - (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے۔ (یعنی انگوٹھے، انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے) اور ہاتھ پونچھنے یا دھونے سے پہلے اس کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

●

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ - (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو بُرا نہ کہا اور نہ بُرا سمجھا اگر خواہش ہوتی کھا لیتے خواہش و رغبت نہ ہوتی چھوڑ دیتے۔

●

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ - (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تاکہ جو کھانا اس نے تیار کیا تھا اس کو آپؐ کو کھلائے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت میں گیا اس نے جَو کی روٹی اور شوربا حاضر کیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ (یعنی شوربا سکھائے ہوئے گوشت اور کدو کا تھا) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیالہ کی اطراف میں سے کدو کو تلاش کر کر کے کھاتے تھے اس روز سے میں کدو کو بہت پسند کرتا ہوں۔

●

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا - (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس گھر کے آدمی بھوکے نہیں رہتے جن کے پاس کھجوریں ہوں۔ اور ایک روایت میں یہ یوں ہے کہ اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر کے آدمی بھوکے ہیں۔ آپؐ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔

●

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ يُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ - (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں بعض مہینہ ہم پر ایسا گذر جاتا تھا۔ کہ ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے اور کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ مگر جب کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت لایا جاتا۔

●

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ إِلَّا وَأَحَدُهُمَا تَمْرٌ -

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمیوں نے کبھی دو دن تک متواتر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی ان دونوں میں سے ایک دن کی غذا کھجور ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

●

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ صُنْعِ الْأَعَاجِمِ وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ قَالَا لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ -

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ یہ طریقہ عجمی لوگوں کا ہے (بلکہ) دانتوں سے نوچ کر کھاؤ۔ اس لئے کہ دانتوں سے کھانا لذت بخش اور ہاضم ہے۔

(ابوداؤد - بیہقی)

●

شرح چندہ
پاکستان و ہندوستان میں
سالانہ ــــــ ۱۱ روپے
ششماہی ــــــ ۶ روپے
سہ ماہی ــــــ ۳ روپے
ایڈیٹر:- مناظر حسین نظر

ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ بیرونی ممالک
سعودی عرب ــ کویت ــ ایران
افریقہ، ملایا، انگلینڈ، ہانگ کانگ
وغیرہ سے
عام ڈاک سے ۱۸ روپے ۸۷ پیسے
ہوائی ڈاک سے ۵۲ روپے
امریکہ:- ڈاک سے ۲۴ روپے ہوائی ڈاک سے ۸۰/۸۲ روپے

جلد ۹ | ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء | شمارہ ۲

## دفاعی معاہدے اور مسئلہ کشمیر

پچھلے دنوں سنٹو کی وزارتی کونسل کا اجلاس کراچی میں منعقد ہوا اور پاکستانی نقطۂ نگاہ سے پیش آمدہ خطرات کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کئے بغیر ختم ہو گیا ــ اجلاس کے خاتمہ پر امریکی اور برطانوی نمائندوں نے پاکستانی مسائل کے حل کے متعلق اپنی نیک تمناؤں کا رسمی اظہار کیا اور بات آئی گئی ہو گئی مگر امریکی اور برطانوی لیڈروں کے دہلی پہنچتے ہی ان کی زبانی ہمدردی کی بھی قلعی کھل گئی ــ جب انہوں نے صفائی سے یہ اعلان کر دیا کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو یا نہ ہو ہندوستان کو فوجی امداد ضرور دی جائے گی ــ کیونکہ چین کا خطرہ پورے ایشیا کے لئے ہے اور اسے روکنا امریکہ اور برطانیہ کی ذمہ داری ہے اس اعلان کے بعد بھی پاکستان۔ امریکہ و برطانیہ کے طرز عمل کے متعلق اگر کسی خوش فہمی میں مبتلا رہے تو یہ اُس کی نہایت عاقبت نااندیشی اور بے وقوفی ہوگی ــ صدر پاکستان نے سینٹو کے اجلاس کو جو پیغام دیا تھا اس میں صاف طور پر یہ بات واضح کی گئی تھی کہ مغربی ساتھی ہندوستان کو فوجی امداد دے کر اس خطہ میں توازنِ قوت کو درہم برہم نہ کریں۔ کیونکہ اس طریقہ سے چھوٹی قوتوں میں خوف وہراس پیدا ہوگا اور یہ اسلحہ چین کے بجائے ان کے خلاف استعمال ہوگا۔ پاکستان اس امر کی بھی بار بار نشان دہی کر چکا ہے کہ چین اور ہندوستان میں جنگ کا کوئی امکان نہیں، ہندوستان نے محض فوجی امداد کے حصول کے لئے یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے اور وہ اس طرح مغربی ممالک کو فریب میں مبتلا رکھ کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتا ہے ــ مگر اس سلسلہ میں پاکستان کی تمام صدائیں صدا بصحرا ثابت ہوتی نظر آتی ہیں ــ اور عجیب بات ہے کہ ہمارے دوست ممالک پاکستان کے اس نقطۂ نظر کو بڑی خندہ پیشانی سے سنتے ہیں مگر نتیجہ وہی، ڈھاک کے تین پات، پاکستان کے حصہ میں صرف نیک تمنائیں آتی ہیں اور ہندوستان کے حصہ میں ڈالر اور اسلحہ ــ

وجہ صاف ظاہر ہے کہ پاکستان ابھی تک کوئی فیصلہ کن اقدام اس بارے میں نہیں کر سکا اور تذبذب کی پالیسی میں مبتلا ہے

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کے صدر محترم اور وزیر خارجہ متعدد بار یہ دھمکیاں دے چکے تھے کہ اگر امریکہ اور برطانیہ نے ہندوستان کو فوجی امداد دے کر اس خطہ کے توازنِ قوت کو خراب کیا تو پاکستان تمام فوجی معاہدوں سے الگ ہو جائے گا لیکن جب سنٹو کا اجلاس شروع ہوا تو وزیر خارجہ نے الٹا سیٹو اور سنٹو کی اہمیت پر ایک زور دار تقریر جھاڑ دی اور اس میں کہا کہ موجودہ دنیا میں کوئی قوم الگ تھلگ نہیں رہ سکتی ــ آج سیاسی علیحدگی پسندی ایک سیاسی دقیانوسیت ہے اور پاکستان کو یقین ہے کہ سینٹو اپنے ممبر ممالک میں سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی تعاون کو فروغ دینے کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے

اب کوئی عقل کا اندھا ہی ہوگا جو یہ تقریر سن کر بھی باور کرے کہ پاکستان سیٹو، سنٹو یا دولت مشترکہ سے علیحدہ ہو سکتا ہے ــ ہر شخص یہ تقریر سن کر یہی سمجھے گا کہ پاکستان سنٹو کا زبردست مؤید اور حامی ہے اور اس کی دفاعی معاہدوں سے علیحدگی کی دھمکیاں صرف دکھلاوے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان کو اس موقع پر کوئی کمزوری نہ دکھانی چاہیئے اور اپنی بات پر اس طرح ڈٹ جانا چاہیئے کہ دوسرے یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ پاکستان اب کسی صورت میں بھی اپنی بات سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ــ لیکن اگر اس وقت پاکستان نے گومگو کی پالیسی اختیار کی تو دوسرے اسے پاکستان کی کمزوری پر محمول کریں گے اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے ــ

اس طرح پاکستان کی آواز میں بھی کوئی وزن نہیں ہوگا اور مخاطب بھی اس کے تذبذب سے فائدہ اٹھا کر اسے اس کے موقف کے خلاف رام کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل رہیں گے ــ

"خدام الدین" اس سے قبل بھی متعدد بار حکومت سے مطالبہ کر چکا ہے کہ وہ دفاعی معاہدوں سے فوراً الگ ہو جائے کیونکہ یہ معاہدے بالکل غیر مؤثر ثابت ہوئے ہیں ــ پاکستان کا دفاعی معاہدوں میں شامل ہونا محض دفاعی ضروریات کے تحت تھا ــ اور جب یہی مقصود حاصل نہیں ہو سکا تو پھر ان میں شمولیت سے کیا فائدہ ہے

ہمارے خیال میں ہندوستان اور مغربی ممالک ہم سے دغا کر رہے ہیں ــ وہ چاہتے ہیں کہ بھارت کی مکمل اسلحہ بندی تک پاکستان کو صرف بات چیت میں الجھا کر رکھا جائے اور جب بھارت ایک خوفناک اور عظیم ترین طاقت بن جائے گا تو پاکستان کو یہ جرأت ہی حاصل نہ ہو سکے گی کہ وہ تصفیۂ کشمیر کے لئے طاقت کا استعمال کر سکے اور بھارت کے منہ آئے ــ یہ ایک بدترین سازش ہے ــ جو پاکستان کے خلاف کی جا رہی ہے اور ان حالات میں پاکستان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ ایک طرف بھارت سے وزارتی سطح پر جاری گفت و شنید بند کر دے اور دوسری طرف مغربی ممالک سے کئے گئے دفاعی معاہدے منسوخ کر کے ان سے اپنی ناراضگی کا عملی اظہار کر دے ــ بھارت کے لئے اس مرحلہ میں کشمیر کے مسئلہ میں صرف فوری تصفیہ کا مطالبہ ایک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے جس کا ارتکاب بہرحال پاکستان کو فوری طور پر کرنا چاہیئے ــ

## خطبہ جمعہ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے خطاب کے باعث اس مرتبہ خطبہ جمعہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش نہیں کیا جا رہا ــ حضرت قاری صاحب کی تقریر آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں ــ (ادارہ)

---

قطب زماں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے فراق میں برادر مکرم حضرت مولانا عبدالمنان دہلوی کا تحریر فرمودہ مرثیہ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں کتابت کے فرائض حضرت شیخ کے خلیفہ مجاز سید الخطاط سید انور حسین نفیس رقم نے سرانجام دیئے ہیں ــ

(نظر)

مجلس ذکر ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۹ رمئی ۱۹۶۳ء

# اسلامی اخلاق و تعلیمات

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

(مرتبہ: جلالی سلیم کامرانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ——

اما بعد! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ کہ جو چھوٹوں پر محبت و شفقت نہیں کرتا۔ بڑوں کا ادب نہیں کرتا وہ میری امت میں سے نہیں ہے ——

افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان مقدمہ بازی میں مبتلا ہیں —— بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات خراب ہیں۔ عدالتوں میں بے انصافی ہوتی ہے۔ اسی طرح مسجدوں میں اختلاف ہے۔ وہ جگہ جہاں سب مسلمان مل کر ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں وہاں نماز میں مشغول مسلمانوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ شہید کرنے والے بھی مسلمان ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ جنہیں بالکل خوفِ خدا نہیں۔ کہ نماز پڑھتے مسلمان کو شہید کر دیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو مسجد میں شہید کیا گیا۔ اور ایسے نام نہاد مسلمانوں کے متعلق سچ کہا گیا ہے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اسلام کی تعلیمات یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اُن کا ہر شرعی حکم مانو۔ انہیں کسی معاملہ میں اُف تک نہ کہو۔ ہر ممکن خدمت کرو۔ کیونکہ ان کے راضی ہونے سے اللہ راضی ہوگا۔ ان کے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہوگا ہمسایوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ غریبوں کی مدد کرو ——

افسوس کہ آج ہم ان سب چیزوں کو بھول گئے ہیں۔ فرائض عینیہ کو ادا نہیں کرتے۔ مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق نہیں، باہر بیٹھے گپیں مارتے رہتے ہیں۔ ہوا خوری ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کی یاد کی بالکل پرواہ نہیں ——

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ میری اولاد کو امن کی جگہ عطا فرما۔ اور ساتھ ہی ایمان و عمل کا ذکر فرمایا۔ کہ جو مومن اعمال صالحہ کریں۔ ان کو امن عطا فرما اور بہترین رزق دے۔ امتِ محمدیہ کو پیشوائی اور امامت عطا کی گئی

آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا ہم اس پر عمل پیرا ہیں؟ کیا ہمارے معاملات کے اندر صفائی ہے؟ کیا ہم اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں؟

اکثریت حضورؐ اکرم اور صحابہ کرامؓ کا دامن چھوڑ بیٹھی ہے۔ صرف نام محبّت ہے۔ اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ کی باتوں کی بالکل پرواہ نہیں۔

اللہ کے علم میں سب کچھ ہے۔ آپ دنیا والوں سے چھپ کر بُرائی یا گناہ کا کام کر سکتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کو دل سے حاضر ناظر مانیں تو ہر برائی چھوٹ جائے گی کسی پر ظلم نہ ہوگا، بد دیانتی بے ایمانی، دھوکہ بازی کا کوئی مرتکب نہ ہوگا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھتے تھے۔ اگر کوئی غلطی ہو جاتی تو نہایت ہی پشیمان ہوتے ایک صحابیؓ سے ایک مرتبہ زنا کی حرکت سرزد ہو گئی اس نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر تین مرتبہ اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ حضورؐ ہر دفعہ اُس سے منہ پھیر لیتے، چوتھی مرتبہ جب اُس نے اعتراف کیا تو اس کو شرعی سزا دی گئی اور حضورؐ نے فرمایا کہ اگر اس کی معافی کو مدینہ والوں پر بانٹ دیا جائے تو سب کی مغفرت ہو جائے ——

یہ حال تھا حضورؐ کی صحبت میں بیٹھنے کا۔ اگر غلطی ہو گئی، تو اس کی دنیا میں سزا حاصل کر لینا منظور رہے تاکہ آخرت کے عذاب دردناک سے بچ جائیں۔

آج مسلمان گناہ کے کام کرتے ہیں۔ اور پھر اکڑتے ہیں۔ کئی مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ گالی کے بغیر بات نہیں کرتے۔ "کلال" خاندان کی عورتیں ننگی و فحش گالیاں دیتی ہیں۔

ان سب غلط باتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی اخلاق کو اپنائیں اپنے اندر عمل کی قوت پیدا کریں۔ نیک بندوں کے ساتھ تعلق جوڑیں۔ اپنے گھر والوں کو مسلمان بنائیں۔ یادِ الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہیں۔ گھر میں تلاوت قرآن کریں۔ اخلاق حسنہ کو اختیار کریں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شفیقہ چوہدری

## عصمت اور صنف نازک

حُسن بے عصمت فروغ دیدۂ عصمت نہیں

پھول ہے خوش رنگ لیکن پھول میں نکہت نہیں
صنف نازک کے لئے ناموس پہلا حُسن ہے
یہ نہیں تو ناز پیمائی کی بھی حاجت نہیں!
نُورِ عصمت ہی سے ہے حوا کی بیٹی کا جمال
عارضی رعنائی تہذیب میں نزہت نہیں
آنکھیں اُٹھتی ہیں عفیفہ کی طرف تعظیم سے
گھور کر دیکھے کسی گستاخ کی جُرأت نہیں
پاسبانِ پاک دامانی ہے خود عصمت کا رُعب
یہ لٹائے لوٹ لے کوئی یہ وہ دولت نہیں
جس کا زیور ہے حیا، پاکیزگی جس کا نکھار
وہ حسینہ میلے کپڑوں میں بھی بے زینت نہیں
اے عروسِ حجلۂ شرم و حیا، سن یاد رکھ
قصرِ جنت بھی تیرے ناموس کی قیمت نہیں
صدقے ہیں تیری حیا داری پہ حورانِ جناں
تو ہے فانوسِ حرم تو بزم کی زینت نہیں
غیر ممکن ہے نسائیت کی عصمت اے شفیق
حُسن جب تک غازۂ رنگ رخِ عفت نہیں


وسیلۃ السعادات
فی مجموع الشجرات

النقشبندیہ والقادریہ والچشتیہ والسہروردیہ من طریقۃ شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ
قیمت ۲۵ نئے پیسے (علاوہ محصول ڈاک) نفیس لکھائی ڈاک خرچ ۷ نئے پیسے (ڈاک ٹکٹ کا پتہ)
معرفت ہفت روزہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

# صحبتے با اولیا

از قلم محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

اطلاع ملی ہوئی تھی کہ جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی سات مئی بروز منگل شام کے سات بجکر پانچ منٹ پر لاہور سے روانہ ہوکر رات کے ایک بج کر چالیس منٹ پر راولپنڈی پہنچ رہے ہیں اور ایک چھوٹی سی بستی باغ فقیریہ میں، جو راولپنڈی سے تقریباً پینتیس میل کے فاصلہ پر ہے، تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں بھی فرط شوق سے سات مئی کو راولپنڈی پہنچ گیا اور مزید معلومات کے لئے راولپنڈی کے مقتدر علماء حضرات سے ملا تاکہ اگر پروگرام میں کوئی تبدیلی ہوگئی ہو تو بروقت علم ہوسکے۔ سب نے خیبر میل پر آنے کا ہی پروگرام بتایا اور یہی اطلاع مجھے تھی چنانچہ میں گاڑی کی آمد سے کافی وقت پہلے ہی اسٹیشن پر پہنچ گیا اور انتظار کی گھڑیاں گننے لگا ؎

جیسے حیات و موت کی مخلوط چاشنی
لمحات انتظار کی لذت نہ پوچھیئے

رات بھیگنے لگی میں ایک ویٹنگ روم WAITING ROOM میں اس مقام پر مصلیٰ بچھا کر جا بیٹھا جہاں آٹھ اپریل ۱۹۶۳ء کو رات کے اسی وقت حضرت نے اپنی سبز چادر بچھا کر ہم لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی تھی۔ خدا خدا کرکے رات کا ڈیڑھ بج گیا اور میں باہر نکلا، پلیٹ فارم پر مسافروں کا بے پناہ ہجوم تھا کیونکہ عیدالاضحےٰ کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے مقامات پر جا رہے تھے۔ خیبر میل ٹھیک ایک بجکر چالیس منٹ پر راولپنڈی کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ بے تابی سے گاڑی کو دیکھتا رہا۔ نہ تو حضرت نظر پڑے اور نہ ہی حضرت کا کوئی خادم اتنے میں ہمارے روحانی رشتہ کے ایک بھائی محمد عبدالرشید صاحب اور اُن کے بڑے بھائی صوفی محمد شبیر صاحب بھی بے قراری سے ریل کے ڈبے دیکھتے ہوئے نظر پڑے میں نے پوچھا تو وہ کہنے لگے حضرت تو گاڑی میں ہیں ہی نہیں شاید پروگرام منسوخ ہوگیا ہو اور منتظمین میں سے بھی کسی کو سٹیشن پر نہ پاکر اس شبہ کو اور بھی تقویت ملی کہ شاید ان کو ٹیلیگرام یا ٹیلیفون کے ذریعے پروگرام کی منسوخی کی خبر مل چکی ہو۔ پھر خیال آیا کہ حضرت ڈائری کے مطابق آتے ضرور ہیں۔ چونکہ پلیٹ فارم پر رش بہت تھا یہ سوچا کہ شاید حضرت گاڑی میں ہی ہوں مگر آرام سے اتریں تاکہ چڑھنے والوں کا غوغا ختم ہولے۔ اُس روز سیکنڈ، انٹر اور تھرڈ سب کا یہ حال تھا۔ ہم بے قراری کے عالم میں گیٹ پر آکر کھڑے ہو گئے مگر متلاشی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اور زبان پہ یہ اشعار آ گئے ؎

ادھر دیکھتا ہوں، ادھر دیکھتا ہوں
نہ حضرت کو اپنے مگر دیکھتا ہوں
انہیں ایک چالیس آنا تھا پنڈی
ستاروں کو بھی منتظر دیکھتا ہوں

آخر ہم لوگ اسٹیشن سے نکل آئے۔ صبح ہونے میں صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ ہم لوگ محمد عبدالرشید صاحب کے اصرار پر اُن کے ہاں ہی چلے گئے اور نماز فجر کے بعد مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے وہ ٹیکسی سٹینڈ ایڈورڈ روڈ پر ہی مل گئے اور یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت اچانک پروگرام تبدیل ہو جانے پر بذریعہ بس غرام رات ۹ بجکر ۸ منٹ پر ہی پہنچ گئے تھے اور اس وقت مولانا عبدالستار صاحب کی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ ہم وفور شوق سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمیں دیکھتے ہی حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے اور بغلگیر ہوکر ملے۔ سینے سے لگایا مسکرا کر بچوں کی خیریت پوچھی اور پھر رات بھر کی پریشانی پر اظہار افسوس فرمایا۔ حاجی بشیر احمد رفیق سفر تھے اور حضرت کے خاص خادم ہیں۔ اُن کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھا تو رات بھر کی پریشانی اور بوجھ ہلکا ہوگیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ حضرت کے پاس بیٹھے رہے اور وہ ارشادات سے نوازتے رہے۔ نہایت قیمتی قیمتی باتیں بتائیں جن میں سے چند کا ذکر اجمالی طور پر اس مضمون کے آخر میں آئے گا۔

حضرت کا سفر بذریعہ ٹیکسی تھا وہ روانہ ہوگئے اور ہم لوگ بس پر بیٹھ گئے۔ دیہاتی علاقوں کی بسیں بھی خوب ہوتی ہیں۔ یہ راستہ چونترہ کے راستے کی نسبت اچھا تھا مگر چند مقامات چونترہ سے بھی خراب تھے ڈرائیور نہایت خلیق آدمی تھا اور اس کا برتاؤ مسافروں کے ساتھ خصوصاً مستورات کے ساتھ نہایت عمدہ تھا ہم لوگ تقریباً بارہ بجے بندہ پہنچے اور وہاں سے باغ فقیریہ کے لئے پیدل روانہ ہوگئے۔ باغ فقیریہ اور کوری دو چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں جن میں تھوڑا فاصلہ ہے وہاں پر انجمن تبلیغ اہل سنت والجماعت کے زیر انتظام جلسہ تھا۔ مولوی محمد عبدالواحد صاحب اور مولوی عبدالمعبود صاحب جو ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پرانے معتقدین اور متبعین میں سے ہیں اور نہایت مخلص لوگ ہیں اس گاؤں میں ہر سال انجمن کا جلسہ کراتے ہیں۔ ہم لوگ ایک بجے کے قریب اپنی منزل پر پہنچے۔ اس گاؤں میں داخل ہونے کے لئے بھی چونترہ کی طرح پانی میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ حضرت سے ملاقات ہوئی کھانا کھایا اور نماز ظہر کے لئے چلے گئے۔ نماز کے بعد جلسہ گاہ میں گئے۔ حضرت نے صدارت فرمائی۔ مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی دامت برکاتہم و توجہاتہم خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ بھی مدعو تھے۔ ان کی تقریر سے قبل ناچیز راقم الحروف نے حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر دام ظلہم العالی، مدیر ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کا ایک بصیرت افروز اور عقیدت سے پر مضمون بعنوان "حضرت شیخ التفسیرؒ بارگاہِ نبوی صلعم میں" پڑھ کر سنایا جس میں شیخ التفسیرؒ کی روحانی عظمتوں، کرامتوں اور خوشخبریوں کا ذکر تھا راقم الحروف نے ایک نظم بعنوان "ھدیۂ عقیدت" بھی پیش کی جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

اے عبیداللہ انور! جانشین شیخ ما
یادگار رہبر کامل، ناقصوں کے پیشوا
تیرے کندھے پہ پڑی ہیں کتنی ذمہ داریاں
قوم میں پھیلی ہوئی ہیں روح کی بیماریاں
حضرت احمد علیؒ سا ہو جگر تجھ کو عطا
ہر مریض روح تیرے ہاتھ سے پائے شفا
خاندان قادری کا تو ہے اک روشن دیا
روشنی تیری سے لاکھوں قلب پاتے ہیں جلا
اپنے پدرؒ محترم کی تو ہے زندہ یادگار
تیری تابندہ جبیں سے اُنؒ کی عظمت آشکار
تیرا دل ہے دولت شفقت سے بھی مالا مال
تو ہے خادم دین کا اور ہے بہت شیریں مقال
سادگی تیری پہ قربان، تیری الفت کے نثار
اے ہمارے ہادی و مرشد کی زندہ یادگار
چھوٹی چھوٹی بستیوں میں دین پھیلاتا ہے تو
دین کی تبلیغ کو ہر جا چلا جاتا ہے تو
سفر تیرا بس میں ہو یا ریل پہ ہو تو سوار
کچھ کرایہ کا نہیں تو ڈالتا لوگوں پہ بار
جیب سے اپنی کرایہ کرکے آتا ہے ادا
اس سے بڑھ کر کیا ہو نہ آج ہے اخلاص کا
نہ ہیں نذرانوں کی شرطیں نہ مٹھائی بیر کی
نہ تو ہے حلوے کا لالچ نہ ہی خواہش کھیر کی
گر تمنا ہے کوئی تیری تو بس وہ ہے یہی
پھیل جائے کونے کونے میں پیام احمدیؐ
تیرے دل کی ہے تمنا سب دلوں میں نور ہو
ذکر سے اللہ کے ساری فضا معمور ہو
چاہتا ہے تو کہ ہو ہر ایک کو جنت نصیب
گاؤں کا ہو چوہدری یا ہو کوئی بھوکا غریب
کوئی دوزخ میں نہ جائے ہے یہ تیری آرزو
اے عبیداللہ انور، کس قدر مخلص ہے تو
نیتوں پر ہے سبھی اعمال کا دار و مدار
تیری نیت صاف ہے اے رہنمائے نیک کار
بھید سینوں کے خدا کے علم میں ہیں سب کے سب

تیری امیدوں کو بر لائے گا بے شک تیرا رب
میں نے جوڑا ہے تعلق مرد کامل سے غنی!
اے عبیداللہ انور! تو بھی تو کم تر نہیں
زندہ باد اے جانشین پیر کامل زندہ باد
ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

اس کے بعد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے نہایت جامع تقریر فرمائی۔ اللہ والوں کی تقریریں جاہ پرست اور واہ واہ کے طالب عالموں کی تقریروں سے کہیں زیادہ پر اثر ہوتی ہیں۔ وہ تقریر ہی کیا جو کانوں کو خوش کرے سریلی آواز اور دوسروں پر لعن طعن کے جملے سن کر نفس خوش ہو اور جب تقریر ختم ہوئی تو دامن جھاڑ کر سب سامعین چلے گئے۔ تقریر وہ تقریر جو دل میں اتر جائے اور عمل کی طرف راغب کرے۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کے پر نور چہرے کا حسن اور کالے بالوں پر پیلا رومال عربی طرز سے بندھا ہوا اُن کی روحانی خوبصورتیوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ ایک ایک جملہ حب رسولؐ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں قرآن کی آیات، حدیث پاک کے حوالے، بزرگان امت کے اقوال سے حضرت مولانا نے سیرت النبیؐ کا موضوع نہایت اعلیٰ انداز میں بیان فرمایا۔ سچی بات ہے کہ دل میں بڑی ہی خوشی محسوس ہو رہی تھی اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دوران تقریر بوندیں برسنا شروع ہو گئیں مگر کوئی آدمی ہلا تک نہیں اور جلسہ نہایت سکون سے جاری رہا۔ عصر کے بعد حضرت نے لوگوں کو بیعت کیا اور تعلیم دی۔ مغرب کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی عشاء کے بعد حضرت آرام گاہ میں تشریف لائے۔

راقم الحروف نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا ذخیرہ ایک خوبصورت بیاض میں ترتیب دیا ہے۔ اُس پر حضرت سے آٹوگراف (AUTOGRAPH) لینے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے بکمال شفقت بیاض کے سرورق پر یہ آٹوگراف عطا فرمایا ؎

سب کو یہ مسلّم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے (اکبر مرحوم)

"نوشتہ احقر عبیداللہ انور ۸/۵/۶۳"

اس کے علاوہ حضرت نے ناچیز کو اس کی دیرینہ خواہش کے مطابق مجلس ذکر کا سیٹ عطا فرمایا۔ ہر کتاب پر اپنے مبارک ہاتھوں سے آٹوگراف دیا۔ ایک بھی آٹوگراف ایسا نہیں ہے جس میں آپ نے اپنے آپ کو فقیر، احقر، حقیر، درویش، آثم وغیرہ نہ لکھا ہو اور مجھ سیہ کار کو محترم المقام، برادر عزیز، جناب اور گرامی قدر وغیرہ کے خطابات سے ذکر نہ کیا ہو چند آٹوگرافز کے الفاظ نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں:-

(۱) "تحفۂ درویش ــــ بخدمت گرامی جناب محمد عثمان غنی صاحب ــــ از حقیر عبیداللہ انور ۸/۵/۶۳"

(۲) "ہدیۂ اخلاص ــــ برادر محترم جناب محمد عثمان غنی صاحب کی خدمت میں ــــ احقر عبیداللہ انور ۸/۵/۶۳"

(۳) "ہدیہ ــــ محترم و مکرم جناب محمد عثمان غنی صاحب ــــ راقم آثم دُعاگو و دعاجو احقر عبیداللہ انور ۸/۵/۶۳"

ایک تو حضرت کا اُٹھ کر مجھے ملنا اور سینے سے لگانا دوسرے اپنے ہمراہ ایک ہی برتن میں کھانا کھلانا اور تیسرے مجھ جیسے بے مایہ اور ناکارہ بندے کے لئے اتنے اونچے الفاظ لکھنا حضرت کی عالی ظرفی اور فروتنی کا نمونہ ہے۔

رات کے بارہ بجے تک بڑی اعلیٰ باتیں بتاتے رہے جن کو اگر ریکارڈ کیا جائے تو "خدام الدین" کے صفحات میں گنجائش نہ ہو لہٰذا چند باتیں برکت کے لئے لکھ رہا ہوں

(۱) حضرت نے فرمایا کہ قبلہ اماں جی مدظلہا العالی بڑی ہی پارسا اور خدا رسیدہ ہستی ہیں۔ ان کے والدین بہت اونچے پایہ کے بزرگ تھے۔ اماں جی کے ذکر اذکار کی وجہ سے آج تک ہم لوگ صبح کے ناشتہ سے محروم رہے ہیں اور ہمارے گھر میں ناشتہ کا رواج ہی نہیں ہے۔ وہ گیارہ بجے مصلّے سے اٹھتی ہیں تو پھر ہمارے کھانے کی طرف توجہ دیتی ہیں۔

(۲) حضرت نے فرمایا کہ قبلہ اماں جی مدظلہا العالی نے ایک مرتبہ امام مالکؒ کے بارے میں پڑھا کہ ان کے والد ماجد سفر پر گئے اور اپنی اہلیہ کو چند پونڈ دے گئے ایک طویل عرصہ کے بعد واپسی پر ایک روز پوچھا کہ وہ جو پونڈ میں تم کو دے گیا تھا وہ تم نے کہاں کہاں خرچ کئے اُس اللہ کی نیک بندی نے کہا کہ اس سوال کا جواب پھر دوں گی پہلے ذرا آپ مسجد نبوی میں تشریف لے جائیں اور واپسی پر بتائیں کہ وہاں آپ نے کیا دیکھا۔ جب وہ واپس آئے تو کہا وہاں اور تو کچھ نہیں ایک آدمی درس قرآن وحدیث دے رہا تھا۔ اللہ کی نیک بندی نے کہا وہ آپ کا بیٹا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو امام کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ یہ واقعہ پڑھ کر قبلہ اماں جی نے دعا فرمائی تھی کہ کاش یہ سعادت مجھے بھی نصیب ہو جائے چنانچہ آج ہمارے بڑے بھائی حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب مدظلہ العالی مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ میں گنبد خضریٰ کے پاس درس دیتے ہیں اور ہماری والدہ کی دعا ان کی زندگی میں ہی پوری ہو گئی۔

(۳) حضرت نے فرمایا اس دنیا میں دو بیویوں میں عدل کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ بڑے بڑے عابد زاہد تو انصاف قائم نہیں رکھ سکتے۔ ہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرض خوب انجام دیا۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ جب بھی کوئی چیز آتی دو برابر حصے کرتے اور دونو کو دیتے۔ اگر آٹا دو سیر ہوتا تو باقاعدہ تول کر ایک ایک سیر کا حصہ بناتے اگر ایک خربوزہ ہوتا تو اُس کا بھی نصف نصف حصہ کرتے یہاں تک کہ اگر ایک گز ململ ہوتی تو اس کے بھی آٹھ آٹھ گرہ کے دو برابر ٹکڑے کرتے۔ ہماری قبلہ اماں جی نے حضرت تھانویؒ کی ایک زوجہ محترمہ سے پوچھا جو ابھی تک بفضل خدا بقید حیات ہیں اور لاہور میں ہیں اور اکثر ہمارے ہاں آتی رہتی ہیں، کہ یہ آٹھ آٹھ گرہ آپ کیا کرتی تھیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ہمارے کام نہ آتے حضرت تھانویؒ تو انصاف کرتے تھے۔ شیطان مردود کا کیا پتہ ہے کہ کس وقت ایک بیوی کے دل میں عناد ڈال دے۔ حضرت تھانوی پندرہ روز ایک بیوی کے ہاں رہتے اور پندرہ روز دوسری کے ہاں اور ایک کے پاس رہ کر دوسری کا خیال بھی نہ لاتے۔

(۴) حضرت نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خواجہ نذیر احمد صاحب مدظلہ العالی ڈاکٹر اقبال کے مشورہ پر آئے اور بیعت کی۔ اس سے پہلے خواجہ صاحب انگلینڈ اور دیگر مغربی ممالک میں رہ چکے تھے اور بالکل مغربی رنگ میں رنگے ہوئے تھے مگر جب اللہ والوں کا عکس پڑا تو کھدر کے کپڑے پہن لئے اور صوفی بن گئے۔ ایمان کا نور چہرے پر برس رہا ہے اور نہایت عاجزانہ طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اللہ کی دی ہوئی ہر چیز مال دولت کوٹھیاں ہیں مگر شکل سے درویش ہیں اور اعمال میں بھی ماشاء اللہ متقی ہیں ان کے گھر کی عورتیں پہلے بے پردہ پھرا کرتی تھیں۔ مگر اب یہ حال ہے کہ سب ذاکرہ ہیں خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار بھی سختی سے کچھ نہ کہا باطنی توجہ سے رنگ بدل دیا اور اب اگر کوئی عورت پردہ نہ کرے تو میں سخت ناراض ہوتا ہوں۔ یہی خواجہ صاحب پچھلے دنوں مجھے یعنی راقم الحروف کو اتفاق سے دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں مل گئے۔ میں نے بڑی محبت اور احترام سے سلام کیا انہوں نے پاس بٹھا لیا۔ میں نے پوچھا خواجہ صاحب! آپ کو حضرتؒ سے کب تعلق ہوا تھا؟ فرمایا ۱۹۳۵ء میں۔ اس پر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا ہم نے اُس وقت اس ہستی کی بیعت کی جب چل چلاؤ تھا یعنی وصال سے ایک سال قبل۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا "صحابی بھی وہ ہے جس نے ایک بار زیارت کی ہو"

(۵) حضرت نے فرمایا کہ اپنی خواجہ صاحب کی ایک عزیزہ نے حضرت سے قرآن پڑھا اور تربیت کرائی۔ وہ پہلے ماسکو میں پاکستان کے سفیر کی اہلیہ تھیں اور وہاں دینی مدرسہ قائم کیا۔ لوگوں کو قرآن پڑھایا اور آج کل ان کے خاوند کا تبادلہ انڈونیشیا میں ہو چکا ہے۔ وہاں بھی یہی کام جاری ہے۔ نہ بال کٹواتی ہیں نہ فیشن کرتی ہیں۔ اللہ والوں نے سیدھی راہ دکھا دی تو غلط کام کیوں کریں؟

(۶) حضرت نے فرمایا کہ حضرتؒ نے اپنی شیریں مقالی اور شفقت کی وجہ سے مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا آج خدا کے فضل سے کئی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ حضرت کے مداح ہیں اور ان کے دلوں میں نور ایمان ہے۔ اگر حضرت تشدد کرتے تو لوگ کہاں ان کے قریب آتے۔ شفقت بہت بڑی چیز ہے آپ نے چوہدری عبدالرحمٰن مدظلہ العالی کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ چوہدری صاحب ایم اے ایل ایل بی کر کے ایک دن وکالت پر نہیں گئے کیونکہ حضرت وکالت کو حرام سمجھتے تھے۔ یہی چوہدری صاحب خدام الدین کا سارا انتظام کرتے تھے آج کل علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت دے۔ فرمایا کہ گورنمنٹ کی ملازمت کر لی اور آخر اسسٹنٹ سیکرٹری کے عہدہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

# عالمگیر اور دائمی نمونۂ عمل صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے

(حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ)

(مرسلہ ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی —— شیخوپورہ)

حضرات! کسی شخصیت کی سیرت کو پرکھنے کے چار معیار ہو سکتے ہیں! آئیے ان چاروں معیاروں کے مطابق پیغمبر اسلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر نظر ڈالیں۔ سب سے پہلی چیز تاریخیت ہے ——

## تاریخیت

اس باب میں تمام دنیا متفق ہے کہ اس حیثیت سے اسلام نے اپنے پیغمبر کی (اور نہ صرف اپنے پیغمبر کی بلکہ ہر اُس چیز کی اور اس شخص کی جس کا ادنٰے سا تعلق بھی حضرتؐ کی ذات مبارک سے تھا) جس طرح حفاظت کی ہے وہ عالم کے لئے مایۂ حیرت ہے۔ ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے اقوال، افعال اور متعلقات زندگی کی روایات، تحریر اور تدوین کا فرض انجام دیتے تھے، راویانِ حدیث و روایت محدثین اور اربابِ سیر کہتے ہیں جن میں صحابہ، تابعینؒ تبع تابعین اور بعد کے چوتھی صدی سنہ ۴ھ تک کے اشخاص داخل ہیں، جب تمام سرمایۂ روایت تحریری صورت میں آگیا تو ان تمام راویوں کے نام ونشان، تاریخ زندگی اخلاق و عادات کو بھی قید تحریر میں لایا گیا جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے ——

## اسماء الرّجال

اور ان سب کے مجموعۂ احوال کا نام اسماء الرجال ہے مشہور جرمن ڈاکٹر سپرنگر جو سنہ ۱۸۵۴ء اور اس کے بعد تک ہندوستان کے علمی و تعلیمی صیغہ سے متعلق تھے اور بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے سیکرٹری تھے اور اُن کے عہد میں خود اُن کی محنت سے واقدی کی مغازی، ڈان کریمر کی ایڈیٹر شپ میں سنہ ۱۸۵۶ء میں شائع ہوئی اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں حافظ ابن حجرؒ کی "اصابہ فی احوال صحابہؓ" طبع ہوئی اور جنہوں نے جیسا کہ ان کا دعوئ ہے کہ وہ پہلے یورپین شخص ہیں جس نے خاص ابتدائی عربی ماخذوں سے، لائف آف محمد لکھی ہے اور مخالفانہ لکھی ہے وہ بھی اصابہ کے انگریزی مقدمہ مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۵۳ء و سنہ ۱۸۶۴ء میں لکھتے ہیں

(۱) کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔"

صحابہ کرامؓ کی تعداد حیات نبوی کے اخیر سال حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ تھی ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے ہیں جن کے نام ونشان آج تحریری صورت میں تاریخ کے اوراق میں جو خاص انہی کے حالات لکھے گئے ہیں اس لئے موجود ہیں کہ یہ لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک نے کم و بیش آنحضرتؐ کے اقوال و افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا ہے یعنی جنہوں نے روایت کی خدمت انجام دی ہے اور یہی سبب ان کی تاریخی زندگی کا ہے ——

سنہ ۱۱ھ میں آنحضرتؐ نے وفات پائی اور تقریباً سنہ ۵۴ھ تک اکابر صحابہ عالم وجود میں رونق افروز ہوئے سنہ ۶۰ھ تک اصاغر صحابہؓ کی جو عہد نبوت میں کم سن تھے خاصی تعداد موجود تھی اور صدی کے ختم ہونے تک اس نورِ نبوت کا تقریباً ہر چراغ گل ہو گیا تھا ہر شہر میں سب سے آخر وفات پانے والے صحابیوں کے نام اور سالِ وفات یہ ہیں ——

| نمبر شمار | اسمائے گرامی | نام شہر | سال وفات |
|---|---|---|---|
| ۱ | ابو امامہ باہلیؓ | شام | سنہ ۸۲ھ |
| ۲ | عبداللہ بن حارثؓ | مصر | سنہ ۸۶ھ |
| ۳ | عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ | کوفہ | سنہ ۸۷ھ |
| ۴ | سائب بن یزیدؓ | مدینہ | سنہ ۹۱ھ |
| ۵ | انس بن مالکؓ | بصرہ | سنہ ۹۳ھ |

حضرت انس بن مالک جنہوں نے اس فہرست میں سب سے آخر جگہ پائی ہے وہ آنحضرتؐ کے خادم خاص تھے دس برس تک لگاتار آنحضرت کی خدمت میں رہے وہ سنہ ۹۳ھ میں وفات پاتے ہیں۔

تابعین یعنی صحابہؓ کے تلامذہ (شاگردان) کا دور سنہ ۱ھ کے آغاز سے اس طرح شروع ہوتا ہے کہ گو وہ پیدا ہو چکے تھے مگر آنحضرتؐ کی زیارت سے محروم رہے یا بہت بچے تھے اور آنحضرتؐ کا فیض حاصل نہ کر سکے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن حارث تابعیؒ تقریباً سنہ ۳ھ میں قیس ابن ابی حازم سنہ ۲ھ میں سعید بن مسیب سنہ ۱۴ھ میں پیدا ہو چکے تھے یہ دکھانے کے لئے کہ صحابہ کے بعد گروہ در گروہ تابعینؒ جو دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں پھیلے تھے اور رسول اللہؐ کے وقائع و حالات اور احکام و قضایا کی تعلیم و تبلیغ اور اشاعت میں مصروف تھے ان کی مجموعی تعداد کیا ہوگی۔ میں صرف ایک مدینہ کے تابعینؒ کی تعداد ابن سعد کے حوالہ سے بتاتا ہوں۔ طبقہ اولیٰ یعنی ان تابعین کی تعداد جنہوں نے بڑے بڑے صحابہؓ کو دیکھا تھا۔ اور ان سے واقعات و مسائل سُنے تھے ۱۳۹ ہیں۔ طبقہ دوم یعنی وہ تابعی جنہوں نے مدینہ میں عام صحابیوں کو دیکھا اور ان سے سُنا ۱۲۹ ہیں۔ طبقہ سوم کے وہ تابعین جنہوں نے متعدد یا کسی ایک صحابیؓ کو دیکھا اور ان سے سُنا ۸۷ ہیں اسی طرح تابعین کی کل تعداد ۳۵۵ ہے۔ یہ تعداد صرف ایک شہر کی ہے اسی سے مکہ معظمہ، طائف، بصرہ، کوفہ، دمشق، یمن اور مصر وغیرہ کے ان تابعیوں کا اندازہ لگاؤ جو اپنے اپنے شہروں میں صحابہؓ کرام کی شاگردی کا شرف رکھتے تھے۔ اور جن کے روز و شب کا مشغلہ ہی آنحضرتؐ کے قول و فعل کی اشاعت و تبلیغ تھی اس اہتمام کو خیال کرو، کہ ہر صحابی سے جو کچھ روایتیں ہیں ان میں سے ہر ایک کا شمار کر لیا گیا اور وہ گن لی گئیں اس سے اندازہ کرو کہ آنحضرتؐ کے حالات و اقوال کی فراہمی میں کس قدر بلیغ اہتمام کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام میں سے جن اصحاب کی سب سے زیادہ روایتیں ہیں وہ حسب ذیل ہیں ——

| نمبر شمار | اسمائے گرامی | تعداد | سال وفات |
|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت ابو ہریرہؓ | ۵۳۷۴ | سنہ ۵۹ھ |
| ۲ | حضرت عبدالرحمٰن بن عباسؓ | ۲۶۶۰ | سنہ ۶۸ھ |
| ۳ | حضرت عائشہ صدیقہؓ | ۲۲۱۰ | سنہ ۵۸ھ |
| ۴ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ | ۱۶۳۰ | سنہ ۷۳ھ |
| ۵ | حضرت جابر بن عبداللہؓ | ۱۵۶۰ | سنہ ۷۸ھ |
| ۶ | حضرت انس بن مالکؓ | ۱۲۸۶ | سنہ ۹۳ھ |
| ۷ | حضرت ابو سعید خدریؓ | ۱۱۷۰ | سنہ ۷۴ھ |

یہی وہ لوگ ہیں جن کی روایات آج سیرت نبویؐ کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کی وفات کی تاریخوں پر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ ان کی وفات کے سال اس قدر نشاذ ہیں کہ ان سے فیض اٹھانے اور ان کی روایتوں کو حفظ اور تدوین کرنے والوں کی تعداد بیشمار ہوگی۔ انہی باتوں کی واقفیت اور آگاہی کا نام اس زمانہ میں علم تھا اور وہ دینی اور دنیاوی ...... دونوں غرضوں کا ذریعہ تھیں۔ اس لئے ہزاروں صحابہؓ نے جو کچھ دیکھا اور جانا تھا آنحضرتؐ کے حکم بلغوا عنی (مجھ سے جو کچھ دیکھو اور سُنو اس کی اشاعت کرو۔ کُلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ پس شاہد غائب کو پہنچا دے) کے مطابق وہ سب اپنی اپنی اولادوں عزیزوں، دوستوں اور ملنے والوں کو سنائے اور

بتاتے رہتے تھے۔ یہی ان کی زندگی کا کام اور یہی ان کے روز و شب کا مشغلہ تھا۔ اس لئے صحابہؓ کے بعد فوراً ہی دوسری نوجوان پود ان معلومات کی حفاظت کے لئے کھڑی ہو گئی ان میں سے ہر ایک کو ہر ایک واقعہ کا لفظ بلفظ یاد کرنا پڑتا تھا ان کو دُہرانا پڑتا تھا اور حرفاً حرفاً محفوظ رکھنا پڑتا تھا۔ آنحضرتؐ نے جہاں اپنے اقوال اور افعال کی اشاعت کی تاکید کی تھی وہاں یہ بھی تہدید کر دی تھی کہ جو کوئی میرے متعلق قصداً کوئی غلط یا جھوٹ بات بیان کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اس اعلان کا یہ اثر تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ روایت کرتے وقت کانپنے لگتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے ایک دفعہ آنحضرت کی کوئی بات نقل کی تو چہرے کا رنگ بدل گیا تھرا گئے پھر کہا حضورؐ نے ایسا ہی فرمایا یا اس کے قریب فرمایا تھا۔

عربوں کا حافظہ فطرتاً نہایت قوی تھا وہ سینکڑوں اشعار کے قصیدے زبانی یاد رکھتے تھے اس کے علاوہ فطرت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس قوت سے جس قدر کام لیا جائے اُسی قدر زیادہ اس کو ترقی ہوتی ہے۔ صحابہ اور تابعینؒ نے قوت حفظ کو معراج کمال تک پہنچایا وہ ایک ایک واقعہ اور ایک ایک حدیث کو اس طرح زبانی سُن کر یاد کرتے تھے جیسے آج مسلمان قرآن مجید یاد کرتے ہیں۔ ایک ایک محدث کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ حدیثیں زبانی یاد کرتا تھا اور یاد رکھتا تھا۔ اور گو بعد میں لوگ اپنی یادداشت کے لئے لکھ بھی لیتے تھے۔ مگر جب تک وہ زبانی یاد نہ رکھتے اہل علم کی نگاہوں میں ان کی عزت نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ خود اپنی تحریری یادداشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے تاکہ لوگ ایسا نہ سمجھیں کہ ان کو یہ چیزیں یاد نہیں ہیں۔

دوستو! بعض اورنٹیل سکالرس ORIENTAL (SCHOLARS) اور بعض پڑھے لکھے مشنریوں نے جن میں سب سے آگے سر ولیم میور اور گولڈ زہر ہیں۔ اس بنا پر کہ روایات نبویؐ کی تحریر و تدوین کا کام آنحضرتؐ کی وفات کے نوے برس بعد شروع ہوا ان کی صحت اور وثوق میں شک پیدا کرنا چاہا ہے۔ مگر ہم نے جس طرح اوپر بہ تفصیل آپ کے سامنے پوری روئیداد رکھی ہے اور بتایا ہے کہ صحابہؓ کس طرح واقعات کو یاد رکھتے تھے کس طرح احتیاط برتتے تھے، کس طرح آنے والی نسلوں کو وہ امانت سپرد کرتے تھے اس سے خود اندازہ ہوگا کہ گو وہ روایات تحریری صورت میں بہت بعد آئی ہوں تاہم ان کی صحت و وثوق میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا

صحابہؓ نے اپنی معلومات کو عموماً تین اسباب سے قیدِ تحریر میں لانا مناسب نہیں

(۱) ابتداءً آنحضرتؐ نے قرآن مجید کے علاوہ اور کسی چیز کو کتاب کی صورت میں رکھنے کی ممانعت کر دی تھی اور فرمایا تھا کہ قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ نہ لکھو۔ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ اور یہ اس لئے تھا کہ عام لوگوں کو قرآن اور غیر قرآن میں باہمی التباس نہ ہو جائے۔ چنانچہ جب قرآن مسلمانوں میں پوری طرح محفوظ ہو گیا۔ تو آخر میں خود آنحضرت نے بعض صحابہؓ کو احادیث کی تحریر کی اجازت دے دی۔ اس پر بھی اکثر صحابہؓ ان کو قیدِ تحریر میں لانے سے اخیر دم تک احتیاط برتتے تھے۔

(۲) صحابہؓ کو ڈر تھا کہ وقائع کے تحریری صورت میں آجانے کے بعد لوگوں کو پھر اُن کے ساتھ وہ اعتناء، توجہ اور مشغولیت باقی نہیں رہے گی اور لوگ تحریری مجموعہ کے موجود رہنے کے سبب سے ان کے حفظ اور زبانی یاد رکھنے کی محنت سے جی چُرائیں گے یہ ڈر بالکل صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ جیسے جیسے سفینوں کا علم بڑھتا گیا۔ سینوں کا علم گھٹتا گیا نیز اسی سلسلہ میں ان کو یہ بھی خیال تھا کہ ہر کس و ناکس کتاب کے مجموعہ کو ہاتھ میں لے کر عالم بننے کا دعویٰ کر بیٹھے گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔

(۳) تیسری وجہ یہ تھی کہ ابھی تک عرب میں کسی واقعہ کو لکھ کر اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا لوگ اس کو اپنی کمزوری کا اعلان خیال کرتے تھے اس لئے کوئی چیز تحریر بھی کر لیتے تو اس کو چھپائے رکھتے تھے۔ محدثین کا خیال تھا کہ زبانی یادداشت تحریری یادداشت سے زیادہ محفوظ ہوتی ہے یادداشت کو دوسروں کے تصرف سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ کوئی اس میں کمی بیشی نہ کرے۔ مگر یہ نقوش دلوں کی لوحوں پر کندہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں تغیر و تبدل ممکن نہیں

## یہ قطعاً غلط ہے کہ حدیث کی تدوین سو سال بعد ہوئی

آج پہلی دفعہ آپ کی مجلس میں اور سب سے پہلے آپ کی مجلس میں اس حقیقت کو آشکار کیا جاتا ہے۔ یہ قطعاً غلط ہے کہ سو برس یا نوّے برس تک وقائع اقوال نبویؐ کا دفتر صرف زبانی روایتوں تک محدود رہا۔ اس غلط فہمی کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ احادیث و اخبار نبوی کی پہلی کتاب امام مالکؒ کی مؤطا اور مغازی و سیرت میں ابن اسحٰق کی کتاب المغازی سمجھی جاتی ہے۔ یہ دونو بزرگوار ہمعصر تھے اور ان کی وفات بالترتیب سنہ ۱۶۹ھ و سنہ ۱۹۱ھ میں ہوئی اس لئے اخبار و سیر کی سب سے پہلی تدوین کا زمانہ دوسری صدی ہجری کا اوائل سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس سے بہت پہلے احادیث و اخبار کی تدوین کا سراغ لگتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سنہ ۱۰۱ھ میں وفات پائی وہ خود بڑے عالم تھے مدینہ کے امیر بھی رہ چکے تھے سنہ ۹۹ھ میں خلیفہ ہوئے انہوں نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے قاضی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو جو حدیث و خبر کے بڑے امام تھے فرمان بھیجا کہ آنحضرتؐ کے سنن و اخبار کی تحریر و تدوین کا کام شروع کر دو۔ کیونکہ مجھے رفتہ رفتہ علم کے گم ہو جانے کا ڈر ہو رہا ہے۔ یہ واقعہ تعلیقات بخاری مؤطا اور مسند دارمی وغیرہ میں مذکور ہے چنانچہ اس فرمان کی تعمیل کی گئی اور اخبار و احادیث و سنن دفاتر میں لکھ کر دارالخلافہ میں آئے اور ان کی نقلیں تمام ممالکِ اسلامیہ کے مرکزی شہروں میں بھیجی گئیں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا انتخاب اس کام کے لئے اس واسطے ہوا کہ وہ خود امام تھے۔ مدینۃ العلم مدینہ منورہ میں قاضیٔ وقت تھے لیکن اس کے علاوہ اس لئے بھی یہ انتخاب موزون تھا کہ ان کی خالہ عمرہ حضرت عائشہؓ کی سب سے بڑی شاگرد تھیں اور ان کی روایتیں جو حضرت عائشہؓ سے تھیں ان کا سرمایہ ابوبکر بن حزم کے پاس پہلے سے جمع تھا چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو خاص عمرہ کی روایتوں کی تدوین کے متعلق حکم دیا تھا۔

(نوٹ) منکرین حدیث مذکورہ واقعات کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھیں اور عبرت حاصل کر کے اپنے عقائد سے توبہ کریں۔

## عہدِ نبویؐ کا تحریری سرمایہ

آگے بڑھ کر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ خود عہد نبوی میں اخبار و سیر اور احکام و سنن کا تحریری سرمایہ جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے (۱) موقع پر آپ نے ایک خطبہ دیا تھا صحیح بخاری میں ہے کہ ابوشاہ ایک یمنی صحابی کی درخواست پر آپ نے یہ خطبہ لکھ کر ان کے حوالہ کرنے کا حکم دیا (بخاری باب کتابۃ العلم)

(۲) آنحضرت نے سلاطین عالم کو جو خطوط روانہ کئے وہ لکھے ہوئے تھے۔ پچیس تیس سال کا عرصہ ہوا کہ مصر میں آپ کا وہ خط جو مقوقس شاہ مصر کے نام آپ نے بھیجا تھا ایک عیسائی گرجے کی کسی کتاب کی جلد میں لگا ہوا ملا ہے گمان کیا جاتا ہے کہ وہ بعینہٖ وہی نامہ ہے جو آپ نے لکھوایا تھا اُس کے فوٹو عام طور سے ملتے ہیں۔ یہ پرانے عربی خط میں ہے اور اس کی بعینہٖ وہی عبارت ہے اور مہر میں نام کے وہی الفاظ اور صورت تحریر ہے جس طرح حدیثوں میں بیان آیا ہے یہ اسلامی روایات کی صداقت کی کتنی بڑی دلیل ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن عاص کے سوا مجھ سے زیادہ کسی کو حدیث یاد نہیں، مجھ سے زیادہ اُن کے پاس سرمایہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ آنحضرت سے جو کچھ سنتے اس کو لکھتے جاتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا

(بخاری باب کتاب العلم)

(۴) ابو داؤد اور مسند ابن حنبل میں ہے کہ بعض لوگوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ آنحضرت صلعم کبھی غصّہ کی حالت میں ہوتے ہیں کبھی خوش رہتے ہیں اور تم سب کچھ لکھ لیتے ہو، عبداللہ بن عمرؓ نے اس بنا پر لکھنا چھوڑ دیا اور آنحضرتؐ سے یہ واقعہ بیان کیا آپؐ نے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم لکھ لیا کرو، اس سے جو کچھ نکلتا ہے حق نکلتا ہے

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۷۷)

(۵) عبداللہ بن عمر نے اپنے اس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا تھا (ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ صفحہ ۱۲۵ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنی زندگی کی آرزو صرف دو چیزوں نے پیدا کر دی ہے جن میں ایک یہ صادقہ ہے اور صادقہ وہ صحیفہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنکر لکھا ہے (دارمی ۶۹)

(۶) مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ صحابیؓ کے پاس ایک کتاب رکھی دیکھی دریافت کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ صادقہ ہے جس کو میں نے خود آنحضرت سے سُنا جس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے (ابن سعد ۲ ۳، ۱۲۵)

(۷) صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے مدینہ آنے کے کچھ مدت بعد مسلمانوں کی مردم شماری کرائی ان کے نام لکھوائے تو پندرہ سو ہوئے

(بخاری باب الجہاد)

(۸) زکوٰۃ کے احکام صاف کاغذوں پر لکھوائے زکوٰۃ اور اس کی مختلف شرحیں جو پورے پورے دو صفحوں میں ہیں اُن کو لکھوا کر آنحضرتؐ نے اُمراء کو بھیجا تھا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس، ابوبکر بن عمر بن حزم کے خاندان میں اور متعدد اشخاص کے پاس موجود تھیں (دار قطنی کتاب الزکوٰۃ)

(۹) زکوٰۃ کے محصلین کے پاس دیگر تحریری ہدایتیں بھی موجود تھیں (دار قطنی ص ۲۱۴)

(۱۰) حضرت علی رضؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا جو ان کی تلوار کے نیام میں پڑا رہتا تھا۔ اس میں کئی ہدایتیں متعلقہ احکام قلمبند تھیں اور انہوں نے اس کو لوگوں کی درخواست پر دکھایا (بخاری)

(۱۱) حدیبیہ میں جو صلح نامہ آنحضرتؐ اور کفّار قریش کے درمیان حضرت علیؓ نے لکھا تھا اس کی ایک نقل قریش نے کی اور ایک آنحضرت نے اپنے پاس رکھی (ابن سعد مغازی صفحہ ۱۷)

(۱۲) عمر بن حزم کو جب رسول اللہ صلعم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ایک تحریر لکھوا کر حوالہ کی جس میں فرائض صدقات اور دیات وغیرہ کے متعلق بہت سی ہدایتیں تھیں (کنز الاعمال جلد ۳ صفحہ ۱۸۶)

(۱۳) عبداللہ بن الحکیم کے پاس رسول اللہ صلعم کا نامہ پہنچا جس میں مردہ جانور کے متعلق حکم درج تھا (معجم صغیر طبرانی صفحہ ۲۱۷)

(۱۴) وائل بن حجر صحابی جب بارگاہِ نبویؐ سے اپنے وطن حضر موت جانے لگے تو آنحضرتؐ نے خاص طور پر ان کو ایک نامہ لکھوا کر دیا جس میں نماز روزہ، ربٰو، شراب اور دیگر احکام تھے۔

(طبرانی صغیر صفحہ ۲۴۲)

(۱۵) ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے مجمع سے پوچھا کہ کسی کو معلوم ہے کہ آنحضرتؐ نے شوہر کی دیت میں سے بیوی کو کیا دلایا ضحاک بن سفیان نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہے۔ آنحضرتؐ نے ہم کو لکھوا کر بھیجا تھا (دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۴۸۵)

(۱۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد خلافت ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ میں آنحضرت کے فرمان متعلق صدقات کی تلاش کے لئے اہل مدینہ کے پاس قاصد بھیجا تو وہ آل عمر بن حزم کے ہاں مل گیا

(دار قطنی صفحہ ۲۵۱)

(۱۷) آپ نے اہل یمن کو جو احکام لکھوا کر بھجوائے تھے ان میں یہ مسئلے تھے۔ قرآن صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے۔ غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جا سکتا، اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں (دارمی صفحہ ۲۹۲)

(۱۸) حضرت معاذ رضؓ نے آنحضرت سے لکھ کر غالباً یمن سے یہ دریافت کیا کہ کیا سبزیوں میں زکوٰۃ ہے؟ آپ نے تحریری جواب دیا کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں (دار قطنی صفحہ ۲۵)

(۱۹) مروان نے خطبہ میں بیان کیا کہ مکہ حرم ہے رابع بن خدیج صحابی نے پکار کر کہا اور مدینہ بھی حرم ہے اور یہ حکم میرے پاس لکھا ہوا موجود ہے اگر تم چاہو تو میں اس کو پڑھ کر سناؤں

(ابن حنبل صفحہ ۱۴۱)

(۲۰) ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر صحابی کو لکھا تھا کہ آنحضرت صلعم جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ کے سوا اور کونسی صورت پڑھتے تھے انہوں نے جواب لکھا۔ ھل اتاک حدیث الغاشیہ (مسلم ۳۲۳)

(۲۱) حضرت عمرؓ نے عتبہ بن فرقد کو کہا کہ آنحضرتؐ نے حریر پہننے سے منع فرمایا ہے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

یہ وہ احکام و مسائل ہیں جو آنحضرتؐ نے لوگوں کو لکھوا کر دیئے یا بھجوائے، ہمارے پاس ایسے شواہد بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صُوبے احکام و سنن کو کتابی صورت میں لانے یا لانا چاہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک مجموعہ اپنے زمانۂ خلافت میں مرتب کیا پھر اس کو پسند نہ کیا اور مٹا دیا (تذکرۃ الحفاظ)

(۱) حضرت عمرؓ نے اس مسئلہ پر اپنے زمانۂ خلافت میں غور کیا اور بہت کچھ سوچتے رہے مگر پھر ہمت نہ کی۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خود آنحضرتؐ کی اجازت سے ایک نسخہ لکھا تھا جس میں آپ کے ملفوظات تھے مختلف لوگ اس کو دیکھنے آتے تھے اور وہ اُس کو دکھاتے تھے (ترمذی ۵۸۶)

(۲) حضرت علیؓ کے فتاویٰ کا بڑا حصہ لکھا ہُوا حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں لایا گیا

(مسلم، مقدمہ)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایتوں کے مختلف تحریری مجموعے تھے۔ اہل طائف میں سے کچھ لوگ اُن کا ایک مجموعہ ان کو پڑھ کر سنانے کے لئے لائے (کتاب العمل ترمذی صفحہ ۶۹۱)

(۴) سعید بن جبیرؓ ان کی روایتوں کو لکھا کرتے تھے (دارمی ۹۶)

(۵) عبداللہ بن عمرؓ کا صحیفہ صادقہ ان کے پوتے عمر بن شعیب کے پاس موجود تھا (ترمذی ۶۱ و ۱۱۳) اور یہ بیچارے اس لئے ضعیف سمجھے جاتے تھے کہ وہ اپنے دادا کی کتاب دیکھ کر روایت کرتے ہیں خود حافظ نہیں ہیں

(تہذیب صفحہ ۴۹۰۸)

(۶) حضرت جابر بن عبداللہ کی روایتوں کا مجموعہ وہب تابعی نے تیار کیا تھا جو اسماعیل بن عبدالکریم کے پاس تھا اور وہ اس لئے ضعیف سمجھے جاتے تھے (تہذیب جلد ۱ ص ۳۲)

(۷) حضرت جابرؓ کی روایتوں کا دوسرا مجموعہ سلیمان بن قیس یشکری نے تیار کیا تھا اور ابوالزبیرؓ ابوسفیان اور شعبی نے جو ائمہ حدیث میں ہیں اور تابعیؒ ہیں حضرت جابرؓ کے صحیفہ کو ان سے سُنا تھا

(تہذیب جلد ۶ صفحہ ۲۱۱)

(۸) سمرہ بن جندب صحابی سے اُن کے بیٹے سلیمان روایتوں کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں اور اُن سے ان کے بیٹے حبیب

(تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ جن سے زیادہ صحابہ میں کوئی حافظ حدیث نہ تھا ان کی روائتوں کا ایک مجموعہ ہمام بن منبہ نے تیار کیا تھا جو صحیفۂ ہمام کے نام سے احادیث میں مشہور ہے اس کو امام ابن حنبلؒ نے مسند جلد ۲ میں صفحہ ۳۱۲ سے صفحہ ۳۱۸ تک نقل کیا ہے۔

(۱۰) بشیر ابن لبیک نے حضرت ابوہریرہؓ سے ان کی روایتوں کا مجموعہ لکھا اور پھر اس کی روایت کی اُن سے اجازت لی (کتاب العلل ترمذی ۶۹۱، دارمی ۶۸

(۱۱) حضرت ابوہریرہؓ ایک دفعہ ایک صاحب کو اپنے مستقر پر بلا کر لائے اور دکھایا اور یہ اوراق میرے مرویات ہیں راوی کہتا ہے کہ وہ ان کے ہاتھ کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے (فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۸۴، صفحہ ۱۸۵۔

(باقی آئندہ)

# روحانی امراض کا ہسپتال (قسط ہفتم)

از جناب محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

ارشد اور صوفی بشیر فجر کی نماز کے بعد سیر کر رہے ہیں اور دوستانہ بات چیت ہو رہی ہے۔

ارشد:۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لوگ کیوں اتنے بے وقوف بنتے ہیں۔

صوفی بشیر:۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔

ارشد:۔ بات یہ ہے کہ کل بروز جمعرات اصغر کے کہنے پر میں اس کے گھر واقع محلہ پنجاں چلا گیا ایک بہت بڑی دری بچھا رکھی تھی۔ بہت سارے لوگ کپڑے کی سفید ٹوپیاں سروں پر رکھے ادب سے حلقہ بنا کر بیٹھے تھے۔ اگر بتی جل رہی تھی۔ ایک ہارمونیم تکیہ کے قریب رکھا تھا اور طبلہ بھی۔ دو مکروہ صورت آدمی ہارمونیم کے راگ بکھیرنے اور دوسرا طبلہ پہ تھاپ لگانے لگا۔ قریب ہی گلی میں پلاؤ کی دیگ پک رہی تھی جس کی خوشبو ساری گلی میں پھیل رہی تھی اتنے میں دو آدمی آئے ایک نے عجیب قسم کی ابھری ہوئی ٹوپی پہن رکھی تھی اور دوسرے نے پگڑی۔ پگڑی والا پیر تھا اور ٹوپی والا چیلہ۔ حاضرین ایک دم کھڑے ہو گئے اور حضرت صاحب کے انگوٹھے اور ہاتھ چومنے لگے۔ جب یہ شور تھما اور ہارمونیم اور طبلہ نے ذرا زور دکھانا شروع کیا تو بناوٹی پیر صاحب وجد میں آ گئے اور سر دھننا شروع کر دیا۔ سر دھنتے دھنتے اُن کی پگڑی گر گئی۔ اب چونکہ بناوٹ ہی بناوٹ تھی پیر صاحب نے چلا کر فارسی کا مصرع پڑھا ؏

آنچہ بر سر داشتم بگذاشتم بگذاشتم

(یعنی جو کچھ میرے سر پہ تھا وہ گر پڑا گر پڑا)

پگڑی کے ایک کونے میں کچھ رقم بندھی تھی اور وجد چھوڑ کر خود اٹھاتے تو راز فاش ہو جاتا اس لئے جہلا کے مجمع پر رعب اور تاثر جمانے کے لئے مصرع پڑھ دیا جو دراصل چیلے کو اشارہ تھا چیلا فوراً بھانپ گیا اور پگڑی اور روپے سنبھال کر چیخ اٹھا ؏

غم مخور شیخا کہ من برداشتم برداشتم

(پیر جی! غم نہ کرو میں نے آپ کی پونجی اٹھا کر محفوظ کر لی ہے)

ان دونوں کا خیال تھا کہ سارے اَن پڑھ ہیں کا اجتماع ہے اور واقعی لوگ سمجھتے بھی رہے کہ یہ راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اب بشیر صاحب! میں تو تھا پرشین کا گریجویٹ سارے ڈرامے کی تہ تک پہنچ گیا، اور دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا کہ یہ لوگ کس قدر ذلیل ہیں جو سادہ لوح عوام کو اُلو بنا لیتے ہیں۔ اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ نماز عصر کا وقت فوت ہو رہا تھا۔ مگر نہ پیر جی کو خیال آیا اور نہ حاضرین کو۔ آپ ہی بتائیے یہ تصوف ہے یا دھوکہ؟

صوفی بشیر:۔ ارشد صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر اصل کی نقل بھی موجود ہے۔ ایک ڈاکٹر ایم بی بی ایس ہوتا ہے اور ایک سڑکوں پہ مجمع لگا کر ایک ایک آنے کی دوائی بیچ کر عوام کا ستیا ناس کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ڈاکٹری کا فن خراب ہے یہ تو ایک انفرادی فعل ہے اور جو اس فریب کے جال میں پھنستے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ اصل اور نقل میں تمیز کریں۔ اگر ایک ایک آنے کی دوائی اور سیپیاں پیس کر ہی دوائیاں بن جاتیں تو پھر ڈاکٹروں کا دماغ خراب تھا جو انہوں نے اتنا خرچ بھی کیا اور تکلیف بھی اُٹھائی اور پھر ڈاکٹر بنے؟ بعینہٖ تصوف کا معاملہ ہے۔ اللہ کے سچے بندے بھی دنیا میں موجود ہیں جو خلق خدا کو خدا کا راستہ دکھاتے ہیں ان کو نہ کسی کی دیگوں سے غرض ہوتی ہے نہ روپیوں سے وہ تو دلوں سے زنگ اُتارتے ہیں اور رنگ چڑھاتے ہیں

ارشد:۔ معاف کیجئے گا صوفی صاحب! کیا ضرورت ہے کہ آدمی اتنے بکھیڑوں میں پڑے؟

صوفی بشیر:۔ بھائی صاحب! اللہ تعالےٰ نے انسان کو محض کھانے پینے کی ایک مشین بنا کر نہیں بھیجا اور نہ ہی دولت جمع کرنا بچے جننا اور عیش و عشرت مقصدِ تخلیق آدم ہے بلکہ خالق کائنات فرماتے ہیں کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہمارے حضرت اس کا ترجمہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ارشد:۔ خوب مگر یہ تو بتایئے کہ جب آدمی کا اپنا دل ٹھیک ہے اس کو صحیح اور غلط کی تمیز ہے علم دین اُس کو حاصل ہے تو پھر یہ انسان دوسرے کا مرہون منت کیوں ہو؟

صوفی بشیر:۔ ارشد صاحب! ماشاء اللہ آپنے ذہن رسا پایا ہے۔ دیکھئے آپ اپنے آپ پر دوسروں کو قیاس نہ فرمائیں اگر صاحبدل کے پاس جائیں تو گوہر بنا دیتے ہیں اہل دل کی تلاش ضرور کرو ؎

تو دلِ خود را دلے پنداشتی
جستجوئے اہل دل بگذاشتی

ارشد:۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے کہ اہل دل اور اہل نظر ہستیاں واقعی قابل قدر ہوتی ہیں مگر اصغر کے پیر کو تو سوائے دنیوی طمع کے اور کوئی کام نہیں۔

صوفی بشیر:۔ ہمیں اس سے کیا غرض۔ اصل بات یہ ہے کہ اصغر بھی بُرا آدمی نہیں ہے اس کو منزل کی تلاش تھی اور بیچارا جاہلوں کے ہتھے چڑھ گیا مثال یوں سمجھیئے کہ اگر ایک ایسا پرندہ جس کے بال و پر ابھی ٹھیک نہیں اُگے وہ اُڑے گا تو گر جائے گا اور پھاڑ کھانے والی بلیاں تو منہ کھولے کھڑی ہیں وہ اس کو اپنا لقمہ بنا لیتی ہیں ؎

مرغ پر نارستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود

ارشد:۔ مگر گزارش یہ ہے کہ اس طرح کی راہ اختیار کرنے سے تو آدمی اپنے کاروبار میں دلچسپی چھوڑ دے گا اور اس کے بال بچے کہاں سے کھائیں گے؟ کیا اسی طرح انسان کی زندگی جمود کا شکار نہیں ہو جاتی؟

صوفی بشیر:۔ میں آپ سے ایک گزارش کروں

ارشد:۔ فرمایئے

صوفی بشیر:۔ اگر آپ نے اصغر کی دعوت قبول کر لی تھی تو میری دعوت بھی قبول فرمایئے۔ میں آپ کو ہارمونیم یا طبلہ نوازوں کی محفل میں نہیں لے جاؤں گا۔ انشاء اللہ آپ کا یہ سوال وہاں حل ہو جائے گا بلکہ آپ کے اور شکوک و شبہات کا بھی ازالہ ہو جائے گا

ارشد:۔ چشم ما روشن دل ما شاد

صوفی بشیر:۔ اب تو سورج بھی نکلنے والا ہے۔ چلیئے واپس چلیں۔ آج مغرب کی نماز کے بعد آپ تشریف لے آئیں تو چلیں گے۔

(مغرب کی نماز کے بعد دونوں مردِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور صوفی بشیر ارشد کا سوال مردِ کامل کی خدمت میں پیش کرتا ہے)

مردِ کامل:۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اگر یہ اپنے شرف کو ترک کر کے بے مقصد کاموں میں وقت گزار دے تو پھر بڑے افسوس کا مقام ہے اللہ والوں کی باتیں سننے سے دلوں میں نورانی قندیلیں روشن ہوتی ہیں۔ اگر روٹی کمانے میں ہی ساری زندگی بسر کر دی تو پھر آخرت میں تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے ؎

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

رزقِ حلال بڑی چیز ہے اگر انسان کے پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز چلی جائے تو ذکر کی حلاوت ختم ہو جاتی ہے۔ نورانی شمع گل ہو جاتی ہے۔ عبادت میں لطف نہیں آتا اور پھر آدمی کہتا ہے کہ نہ تو دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے نہ ہی کچھ سرور و کیف حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی دعاؤں میں اثر ہے۔ یہ آدمی کا اپنا قصور ہے کہ رزقِ حلال نہیں کماتا ؎

علم و حکمت زاید از نانِ حلال
عشق و رقت آید از نانِ حلال

ﺳﺮ۴ ارشد پھر مردِ کامل کے ارشادات بجلی کی طرح اثر کرتے ہیں اور مردِ کامل کی بیعت کر کے رخصت ہوتا ہے (باقی)

# امام اعظم امام ابوحنیفہؒ اور خطیب

قسط نمبر (۵)

راس المحققین حضرت مولانا سید امین الحق صاحب شیخوپوری

تیسری مثال:۔ خطیب تاریخ کے صفحہ ۳۷۸ اور صفحہ ۳۸۴ پر لکھتے ہیں۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہیں اور سلم ابن عمرو نے ممبر پر بیٹھ کر اس کا اعلان کیا کہ سب سے پہلے ابو حنیفہؒ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے۔ اس افتراء پرداز کے دل میں امام ابو حنیفہؒ کے خلاف عداوت اور حسد کی آگ ہے اور اس کو امام ابو حنیفہؒ کے خلاف افتراء کرنے سے ہی بجھانا چاہتا ہے ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ سب سے پہلے جعد ابن درہم نے اور اس کے بعد جہم اور اس کے بعد بشر ابن غیاث نے قرآن کو مخلوق بتایا تھا۔ جیسا کہ شرح السنۃ میں حافظ لالکائی اور کتاب الرد علی الجھمیہ میں ابن ابی حاتم نے لکھا ہے ... اور اس سے پہلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ آپ نے اس کی تردید پڑھ لی ہے لیکن خطیب کی رواۃ کو امام ابو حنیفہؒ کو سب سے پہلے قرآن کو مخلوق بتانے میں شرم نہیں آتی۔ علامہ کوثریؒ لکھتے ہیں کہ خطیب کی اس روایت کی سند میں اسحاق ابن عبد الرحمٰن معلوم نہیں کون ہے مجہول راوی ہے اور محمد ابن عباس خزاز کے بارہ میں خطیب اس کے ترجمہ میں مردود التحدیث اور غیر ثقہ لکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مثالب میں خطیب کی روایات میں یہ چند روایتیں مثال کے لئے لکھ دی ہیں۔ کوئی روایت بھی ایسی نہیں جس کے رواۃ جرح اور قدح سے بچتے ہوں اس قسم کے مجروح اور قادح روایات سے خطیب کی تاریخ کی آڑ لے کر امام ابو حنیفہؒ کے علم و اجتہاد اور زہد و تقویٰ میں کیڑے نکالنا کسی ایسے شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کے قلب میں انصاف نہیں اور ذہن میں پاکیزگی نہیں ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے حسد کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کو برائی سے یاد کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے اور امت مسلمہ کے ارباب بصیرت فقہاء و مجتہدین سے خود بدظن ہے اور دوسروں کو ان سے بدظن کرنا علم اور دین کی خدمت سمجھتا ہے۔ خطیبؒ کی روایات میں امام ابو حنیفہؒ کے مثالب میں امام ابو حنیفہؒ کو ارجاء کا الزام دھرایا گیا ہے اور تاریخ خطیب کے عقیدت مند اور امام ابو حنیفہؒ کے علم و فقاہت میں سوت سمجھنے والے سفہاء اس کو ہوا دیتے ہیں اس لئے امام ابو حنیفہؒ کے ارجاء کی بحث کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں

## ارجاء کی بحث

مرجیہ شروع شروع ایک سیاسی فرقہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کے آخری عہد میں اس فرقہ کی تخم کاری ہوئی حضرت عثمانؓ اور آپ کے عمال حکومت کے بارہ میں جب مسلمانوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں تو صحابہؓ کی ایک جماعت نے اس بحث میں کامل خاموشی اختیار کر لی اور فتنوں میں پڑنے سے اپنے دامن کو بچایا۔ سعد ابن ابی وقاصؓ عبداللہ ابن عمرؓ وغیرہ حضرات صحابہؓ کسی فریق کے حق ہونے پر فیصلہ کرنے سے خاموش رہے ہیں۔ اور اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد اس جماعت نے سیاست سے نکل کر عقائد کو بھی ساتھ ملانا شروع کر دیا۔ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا مسئلہ خوارج اور معتزلہ نے پیدا کیا تھا۔ خوارج نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہا اور معتزلہ کے رئیس واصل ابن عطاء نے یہ کہا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب علی الاطلاق مسلمان نہیں ہے بلکہ وہ کفر اور ایمان کی درمیانی منزل میں ہے اور معتزلہ کے اصول خمسہ میں کفر اور اسلام کے درمیانی درجہ کا اقرار کرنا ایک اصل قرار پایا۔ اس پہلے سیاسی فرقہ کے متقدمین کے جانشینوں کو لوگوں نے مرجیہ کا لقب دیا اور متقدمین کی طرح ان کے جانشین کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارہ میں صرف سلبی پہلو پر قانع نہیں رہے بلکہ مثبت طریق سے متقدمین کے جانشینوں کا دعویٰ تھا کہ ایمان اور عمل ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں اور کہا ایمان صرف معرفت ہے اور دل سے اس کا تعلق ہے اور کہا ایمان کی موجودگی میں کبیرہ گناہ بھی ضرر نہیں دیتا ہے اور ان میں بعضوں نے یہاں تک کہا ہے کہ بتوں کی پرستش صلیب کے پوجا کرنے اور زبان سے کفر کے اعلان کرنے کے باوجود بھی ایمان جوں کا توں رہتا ہے مرجیہ کا اطلاق دو فرقوں پر ہوتا تھا۔ پہلا وہ فرقہ تھا جو صحابہؓ کے اختلافات اور منازعات کے بارے میں غیر جانبدار تھا اور صحابہؓ کے اختلافات اور منازعات میں فیصلہ کرنا خدا کے سپرد کر دیا تھا اور دوسرا وہ فرقہ تھا جس نے صرف معرفت قلبی کو ایمان کہا اور ایمان کے ہوتے ہوئے کبیرہ گناہ کو مضر نہیں بتایا جیسا کہ کفر کے ہوتے ہوئے طاعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جیلانی قدس اللہ سرہٗ مرجیہ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مرجیہ گمان کرتا ہے کہ جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور پھر تمام گناہ کئے وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اور کہا ہے ایمان عمل اور اعمال شرائع کے بدون ایک قول ہے

(غنیۃ الطالبین مرجیہ کی بحث)

## ارجاء کا معنیٰ

امام شہرستانیؒ لکھتے ہیں۔ ارجاء کے دو معنے ہیں ارجاء کا ایک معنے تاخیر کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ فرعونیوں نے کہا حضرت موسیٰؑ کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے مؤخر کر دے اور ارجاء کا دوسرا معنی امید دلانا ہے۔ پہلے معنے کے اعتبار سے اس فرقہ پر مرجیہ کا اطلاق اس لئے صحیح ہے کہ اس فرقہ نے عمل کو نیت اور عقد سے مؤخر کیا ہے اور دوسرے معنے کے اعتبار سے اس فرقہ پر مرجیہ کا اطلاق تو ظاہر ہے اس لئے کہ اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ ایمان کی موجودگی میں معصیت کچھ ضرر نہیں دیتی اور اس معنے کو بھی ارجاء کہا گیا ہے کہ دنیا میں کبیرہ گناہ کے مرتکب کا یہ فیصلہ نہ کیا جائے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے بلکہ اس کا فیصلہ آخرت پر چھوڑ دیا جائے اس بناء پر مرجیہ اور وعیدیہ دونوں مقابل فرقے ہیں اور ارجاء کے معنے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کو خلافت کے پہلے درجہ سے خلافت کے چوتھے درجہ تک مؤخر رکھا جائے اور اس بناء پر مرجیہ اور شیعہ ایک دوسرے کے مقابل فرقے ہیں۔

کتاب الملل والنحل ج۱ ص۲۲۲

امام شہرستانیؒ کی مراد یہ ہے کہ ارجاء کے معنیٰ میں وسعت ہے جس نے بھی حضرت علیؓ کو خلافت کے پہلے درجہ سے چوتھے درجہ میں رکھا ہے۔ اس کو شیعہ کے مقابلہ پر مرجیہ کہا گیا ہے۔ جیسے اہل سنت والجماعت شیعہ کے مقابلہ پر مرجیہ کہلاتے ہیں اور جس نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو دنیا میں دوزخی یا جنتی نہیں کہا ہے اس کو خوارج کے وعیدیہ فرقہ کے مقابلہ پر مرجیہ کہا گیا ہے۔ وعیدیہ فرقہ نے یہ کہا کہ جس نے توبہ کئے بغیر وفات پائی ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے دوزخی ہے اگر فرقہ وعیدیہ کے مخالف کو مخالف کی حیثیت سے اور فرقہ شیعہ کے مخالف کو مخالف کی حیثیت سے اس معنی کے اعتبار سے مرجیہ کہا گیا ہے جس معنی کو شیعہ اور وعیدیہ کے خلاف ان کے مخالفوں نے تسلیم کیا تو اس میں کوئی تعجب نہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کو خوارج وغیرہ فرقوں نے اپنے اصول کی مخالفت کی حیثیت سے اور اس معنی کے اعتبار سے مرجئی کہا ہے جس معنی کو امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب خوارج وغیرہ فرقوں کے خلاف تسلیم کرتے ہیں۔

امام شہرستانیؒ اس ذکر پر کچھ مختصر سی روشنی ڈالتے ہیں۔ میں زیادہ مفصل کرنے کے لئے اس کو یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ امام شہرستانی لکھتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ فرقہ غسانیہ کا پیشوا، غسان مرجئی اپنے مذہب کے مثل امام ابو حنیفہؒ سے بھی نقل کیا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہؒ کو مرجیوں میں شمار کرتا تھا۔ اور یہ جھوٹ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ غسانی کی طرح مرجئی اور غسان کے مذہب کی طرح امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے مجھے اپنی زندگی کی

قسم ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کو مرجیۂ السنۃ کہا جاتا تھا اور بہت سے اصحاب مقالات نے آپ کو مرجیۂ میں شمار کیا ہے تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اور کہا ہے کہ ایمان بڑھتا گھٹتا نہیں اس لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ امام صاحبؒ ایمان سے عمل کو مؤخر رکھتے۔ مگر ان اصحاب مقالاتؒ نے یہ نہیں سمجھا کہ امام ابو حنیفہ رح عمل میں شدت اور سختی اختیار کرتے ہیں تو ابو حنیفہ رح سے یہ توقع کیسی کی گئی ہے کہ وہ ترک عمل کو مضر نہیں سمجھتے ہیں اور میں امام ابو حنیفہ رح کو مرجئی بتلانے کا سبب یہ سمجھتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ قدریہ اور معتزلہ کے مخالف تھے اور معتزلہ اور خوارج فرقہ وعیدیہ ہر اس شخص کو مرجیۂ کہتے تھے جو مسئلہ تقدیر میں معتزلہ کا اور کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارہ میں وعیدیہ کا مخالف تھا۔ کوئی بعید نہیں کہ معتزلہ اور خوارج نے امام ابو حنیفہ کو اپنے مخالف کی حیثیت سے مرجیۂ کے نام سے یاد کیا ہے (کتاب الملل والنحل ص ۲۲۶ ج ۱)

امام شہرستانیؒ کی مراد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح اصول میں خوارج اور معتزلہ کے مخالف تھے اور یہ فرقے اپنے مخالف کو مرجیۂ کہا کرتے تھے اس لئے ان فرقوں نے امام ابو حنیفہ رح کو مرجیۂ کہا ہے اور یا ان لوگوں نے امام ابو حنیفہ رح کو مرجیۂ بدعت یا مرجیۂ خالصہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ جنہوں نے ایمان کی تعریف میں اور ایمان سے اعمال کی جزئیت کے انکار میں امام ابو حنیفہؒ کے بہتر اور عمدہ کلام کو نہیں سمجھا اور امام ابو حنیفہؒ کے کلام کے معنے میں اپنی غلط فہمی کے شکار ہیں اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ خوارج اور معتزلہ اعمال کو ایمان کے ایسے اجزاء تبلاتے ہیں جن کے چھوڑنے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ خوارج تارک عمل کو ایمان سے خارج اور کفر میں داخل کرتے ہیں۔ اور معتزلہ اس کو کفر اور ایمان کے درمیان درمیان رکھتے ہیں نہ ایمان سے بالکل باہر کرتے ہیں اور نہ کفر میں داخل کرتے ہیں اور مرجیۂ عمل کی حاجت اور ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں مرجیۂ کے مذہب میں ایمان کے تقاضوں میں نیکی اور پاکبازی کا کوئی احترام باقی نہیں رہتا ہے اور شہوت رانوں کے خبیث عزائم اور معاصی پر مرجیت ایک پردہ ہے اور اہل سنت والجماعت اعمال کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اعمال کے تارک کو کافر نہیں بلکہ فاسق کہتے ہیں۔ خوارج اور معتزلہ کی طرح اہل سنت اعمال کے بارہ میں زیادہ سختی نہیں کرتے ہیں اور مرجیۂ کی طرح اعمال کو غیر ضروری بھی نہیں سمجھتے ہیں اور اہل سنت میں محدثین ایمان کو اعمال سے مرکب مانتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ اور اکثر فقہاء متکلمین اعمال کو ایمان میں داخل نہیں کرتے ہیں اور اہل سنت کے ان دو گروہوں کو اتفاق ہے کہ جس میں ایمان نہ ہو وہ کافر ہے اور جس میں اعمال نہیں ہیں وہ فاسق ہے ان دونوں گروہوں میں صرف تعبیر کا اختلاف ہے حقیقت ایک ہے اقال پر دونوں کو اتفاق ہے۔ اس لئے کہ جن حضرات نے اعمال کو ایمان کے اجزاء کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ اعمال کے انہدام سے ایمان کا انہدام نہیں ہوتا ہے بلکہ اعمال کے نہ ہونے کے باوجود بھی ایمان باقی ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسان کے بعض اعضاء کے نہ ہونے کے باوجود بھی انسان ہونے سے باہر نہیں ہوتا ہے البتہ اپنی صورت کے اعتبار سے وہ ناقص انسان ہے اور جن حضرات نے اعمال کو ایمان کے اجزاء نہیں کہا ہے وہ حضرات بھی اعمال کو مہتم بالشان سمجھتے ہیں اور اعمال کی ضرورت اور التزام پر اصرار کرتے ہیں اور ایمان کی کیفیت کے نمار میں ایمان کی کیفیت کے بڑھنے میں اعمال کو مؤثر سبب سمجھتے ہیں۔ اور مرجیۂ کی طرح اعمال کو غیر ضروری نہیں تبلاتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کا یہ فکر کہ اعمال ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔ محدثین کے فکر کے مقابلہ پر کہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں مرجیۂ کے نظریۂ کے زیادہ قریب تھا اس طرح اس غلط فہمی میں ظاہری سطح پر سمجھنے والوں نے امام صاحب کو مرجئی کے نام سے یاد کیا ہے لیکن اگر مرجیۂ کے ساتھ ایک وجہ میں اشتراک کی وجہ امام ابو حنیفہ کو مرجیۂ کے قریب لایا جا سکتا ہے تو خوارج اور معتزلہ کی طرح محدثین بھی اعمال سے ایمان کی ترکیب کا اقرار کرتے ہیں تو اس وجہ میں محدثین کو خوارج اور معتزلہ کے قریب لاتے ہیں بھی کوئی مانع نہیں ہے اور اس وجہ میں اشتراک کی وجہ سے محدثین کو بھی خارجی اور معتزلی کہنا لازم آتا ہے استغفر اللہ امام ابو حنیفہ اور محدثین کا گروہ مرجیت اور خارجیت اعتزالی کے برے ناموں اور نسبتوں سے پاک ہیں۔ امام شہرستانی کی غرض یہ ہے کہ غسان امام ابو حنیفہ رح کو مرجیۂ بدعت میں شامل تبلاتے میں جھوٹا ہے امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کو اگر مرجیۂ کہا گیا ہے تو کہنے والوں کی مراد یہ ہے کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب مرجیۂ السنۃ ہیں اور مرجیۂ سنت وہ حضرات ہیں جنہوں نے ایمان سے اعمال کی جزئیت کا تو انکار کیا ہے مگر اعمال اور اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کا التزام رکھتے ہیں اور اعمال کو ایمان سے بالکل الگ بھی نہیں کرتے ہیں کہ ان پر ثواب بھی نہ ہو اور ان کے ترک پر عقاب بھی ہو۔

## مرجیۂ کی دو قسمیں

ابی الشکور سالمی نے اپنی کتاب تمہید میں لکھا ہے مرجیۂ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم مرجیۂ مرحومہ کی حضورؐ کے صحابہؓ ہیں اور دوسری قسم مرجیۂ ملعونہ ہے اور مرجیۂ ملعونہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے۔ کہ ایمان کے ساتھ معصیت ضرر نہیں دیتی ہے اور عاصی کو عقاب نہیں ہوگا اور عثمان ابن ابی لیلی کے خط کے جواب میں ابو حنیفہؒ ... نے اس کو لکھا ہے مرجیۂ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجیۂ ملعونہ ہے میں اس سے بیزار ہوں اور دوسری قسم مرجیۂ مرحومہ ہے اور میں اس میں سے ہوں اور امام ابو حنیفہؒ نے اس خط میں لکھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مرجیۂ مرحومہ تھے کیا آپ نے حضرت عیسیٰ ع کا یہ قول نہیں پڑھا ہے۔ یا اللہ، اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبر دست حکمت والا) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۶۴)

مرجیۂ مرحومہ کا اعتقاد یہ ہے کہ رب اگر چاہے تو عاصی کو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے امام ابو حنیفہؒ مرجیۂ بدعت سے اپنے آپ کو الگ کرتے ہیں اور مرجیۂ مرحومہ میں اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں۔ صاحب الفضیلت علامہ کوثریؒ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ رح کے زمانہ میں اور آپ کے بعد کے زمانہ میں ایمان کو قول اور عمل سے مرکب کہنے کا اور ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کا بعض صلحاء کو اعتقاد تھا اور یہ صلحاء ایمان کو صرف عقد اور کلمہ کہنے والے کو ارجاء کا الزام دیتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ شرعی دلائل کے ایمان کو صرف عقد اور کلمہ ظاہر کیا ہے۔ جیسا یہ آیت وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ اور یہ حدیث اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ) اللہ کے رسول پر قیامت کے دن پر اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا ایمان ہے اور اسطرح اس آیت میں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ میں ہم سے اللہ پر اللہ کے رسول پر اور رسول پر اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لانے کا اور استقامت کا مطالبہ کیا گیا ہے اگر یہ صلحاء اپنے مخالف کو اس کے اعتقاد میں مرجیۂ کہتے ہیں اور اس کے اعتقاد کو بدعت سمجھتے ہیں تو وہ صلحاء اپنے اپنے اعتقاد میں خوارج اور معتزلہ کے قریب اور ہم اعتقاد ہوتے ہیں اس لئے کہ جب ان صلحاء نے عمل کو ایمان کا رکن کہا ہے تو جب عمل میں خلل ہے تو اس کے ایمان میں بھی خلل ہوا اور جب ایمان میں خلل ہے تو یا وہ کفر میں داخل ہو جیسے خوارج نے کہا، یا وہ کفر اور ایمان کے درمیان واسطہ ہے جیسا معتزلہ نے کہا ہے اور جب یہ صلحاء خوارج اور معتزلہ دونوں سے بیزار ہیں اور اسی طرح امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور دوسرے اس مقام کے ائمہ مذہب سے بھی یہ صلحاء بیزاری کرتے ہیں تو ان صلحاء کا کلام متناقض غیر مفہوم باقی رہ جاتا ہے

(تانیب الخطیب ص ۴۴)

(باقی)

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجیے

# قیامت کا خوف

جناب محمد شفیع عمرالدین (دادو)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا ہ لا یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ہ
(النبا آیت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ:- بے شک فیصلہ کا دن معتین ہو چکا ہے۔ جس دن صور پھونکا جائے گا، پھر تم گروہ در گروہ چلے آؤ گے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں ——

## یوم ینفخ فی الصور

لیعنی جس دن صور پھونکا جائے گا اور اس سے مراد دوسری مرتبہ کا پھونکنا ہے اور قیامت کا دن اس سے شروع ہوتا ہے اور اس پھونکنے سے سب انسانوں کی روحیں اپنے بدنوں میں داخل ہو کر ہر ملت اور مذہب کا پیرو جدا جدا اٹھے گا فرشتے ان سب کو مختلف گروہوں میں ترتیب دیں گے۔ مثلاً یہودی، عیسائی، مجوسی اور ہندوؤں وغیرہ کی صفیں جدا جدا ہوں گی اور مسلمانوں اور توحید پرستوں کی صف جدا ہوں گی۔ ——

پھر ہر پیغمبر کے پیرو جدا جدا ہوں گے اور ہر پیغمبر کے مذہب اور طریقہ کے لوگ جدا جدا ہوں گے اسی طرح ہر عمل نیکی اور بدی کے کرنے والوں کی صفیں جدا جدا ہوں گی۔ مثلاً نماز اور روزہ ادا کرنے والوں، زنا اور چوری کرنے والوں اور شراب نوشی کرنے والوں کی صفیں علیحدہ علیحدہ ہوں گی اور اسی ہر طرح کے خلق مثلاً تکبر کرنے والوں بدخلقوں، رحم دل اور شفیقوں کی صفیں جدا جدا ہوں گی اور ہر مقام کے اہل مثلاً حمادین (فراخی اور تنگی میں ذکر کرنے والے) صابرین، شاکرین اور متوکلین جدا جدا کھڑے کئے جائیں گے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک بہت بڑا لشکر ہو اول اس کا امتیاز سپہ سالار سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد رسالہ دار اور اس کے بعد جمعدار ہوتے ہیں اسی طرح صفیں بنا کر انہیں فرشتے محشر میں لائیں گے

(فتاتون افواجا) یعنی پھر تم گروہ گروہ چلے آؤ گے۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ ہرگز نہ مل سکے گا۔ یہ معنی بہت سی آیات اور بے شمار احادیث میں واضح کئے گئے ہیں جیسا کہ فرمایا

وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ہ (حٰم السجدہ آیت ۱۹)

ترجمہ:۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکیں جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے

نیز فرمایا ——

یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّکَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ہ (النمل آیت ۸۳)

ترجمہ! اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی ہوگی ——

اور بعض صحیح حدیثوں میں ہر گروہ کی نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں مثلاً

دغاباز اور عہد توڑنے والوں کی پشت پر جھنڈا ہوگا۔ اگر قصداً وعدہ خلافی کی ہوگی تو اس کی پشت پر بڑا جھنڈا ہوگا اور جہالت کے باعث وعدہ خلافی کی ہوگی تو اس کی پشت پر چھوٹا جھنڈا ہوگا اور جن لوگوں نے

## غنیمت

کا مال چرایا ہوگا ان کی گردن پر وہ چوری کا مال لاد کر لائیں گے —— اگر چوری کا مال اونٹ، بھیڑ، گھوڑا یا گائے ہوگا تو وہ جانور بلبلا رہا ہوگا۔ اگر کپڑا چرایا ہوگا تو کپڑے کا پردہ ہوا میں اڑایا جائے گا۔ اور

## شہیدوں

کو خون آلودہ اٹھایا جائے گا، اور ان کے زخموں سے مشک آرہی ہوگی اور

نوحہ کرنے والی عورت کا کرتہ گندھک کا ہوگا اور اس کے بدن پر خارش ہوگی/اور

بھیک منگوں اور سوال کرنے والوں کا، جو بے ضرورت شرعیہ لوگوں سے مانگتے ہیں چہرہ زخمی اور خراشا ہوا ہوگا علی ہذا القیاس۔ صحیح احادیث میں اگر تلاش کی جائے تو اس بارے میں اور بھی بہت ساری باتیں ملیں گی۔ ——

حضرت ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے (اگرچہ اس کی سند اس قدر معتبر نہیں اور ان کی مرویات پوری طرح قوی نہیں، کہ حضرات صحابہؓ کرام نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان گروہوں کا حال جو اس سورت میں مذکور ہیں دریافت فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ دس فرقے میری امت میں سے دس گروہوں میں تقسیم ہوں گے

## پہلا گروہ

بندر کی صورت میں ہوگا یہ چغل خوروں کا فرقہ ہوگا۔

## دوسرا گروہ

سور کی شکل میں ہوگا اور یہ حرام کھانے والے اور رشوت لینے والے ہوں گے۔

## تیسرا گروہ

ان کا ہوگا جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے اور فرشتے انہیں منہ کے بل گھسیٹیں گے اور یہ سود خواروں کا گروہ ہوگا۔

## چوتھا گروہ

اندھوں کا ہوگا اور یہ وہ مفتی اور قاضی ہوں گے جو ناحق کے فتوےٰ لکھتے تھے

## پانچواں گروہ

بہروں اور گونگوں کا ہوگا جو اپنی عبادت و طاقت پر مغرور ہوتے تھے اور غرور کیا کرتے تھے

## چھٹا گروہ

اپنی زبانیں چبانے والوں کا ہوگا۔ ان کی زبانیں منہ سے باہر نکل کر ان کے سینوں پر لٹک رہی ہوں گی۔ اور ان کے مونہوں سے پیپ بہتی ہوگی۔ اور تمام اہل محشر ان کے دیکھنے سے کراہت کریں گے اور یہ گروہ عالموں اور پیروں کا ہوگا جن کا عمل ان کے قول کے مخالف تھا۔ (جو دوسروں کو کہتے تھے وہ خود نہ کرتے تھے (خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت والا معاملہ تھا)

## ساتواں گروہ

ان کا ہوگا جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو بے زبان جانوروں کو بلا وجہ تکلیف دیتے تھے۔ اور اپنے پڑوسیوں کو ناراض کرتے تھے

## آٹھواں گروہ

آگ کی سولیوں پر چڑھا ہوا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کے بھید ظالم حاکموں کے سامنے ظاہر کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اذیت پہنچاتے تھے

## نواں گروہ

وہ ہوگا جن کی بدبو، مردار سے بری ہوگی اور اہل محشر کو ان کی بدبو سے تکلیف پہنچے گی۔ یہ وہ ہوں گے

# دربارِ فاروق رضؓ کے فیصلے

(مرتبہ جناب محمد امین صاحب بورسٹل جیل لاہور)

حضرت عمرؓ رات کو گشت لگا رہے ہیں ایک دروازہ سے آواز آتی ہے۔ چنانچہ آپ کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز سنتے ہیں کہ ایک ماں اپنی بیٹی سے پوچھ رہی ہے کہ آج پیسے کیوں کم آئے ہیں؟ بیٹی جواب دیتی ہے کہ دودھ تھوڑا تھا۔ ماں کہتی ہے کہ اگر دودھ تھوڑا تھا تو پانی ملا لیا ہوتا۔ بیٹی جواب دیتی ہے آپ کو معلوم نہیں عمرؓ کا زمانہ ہے وہ چمڑی ادھیڑ لیں گے ماں کہتی ہے کہ عمرؓ تھوڑا ہی دیکھ رہا ہے۔ بیٹی کہتی ہے کہ ٹھیک ہے کہ عمر نہیں دیکھ رہا، خدا تو دیکھ رہا ہے اس گفتگو کے بعد حضرت عمرؓ اس دروازے پر نشان لگا کر چل دیتے ہیں۔ صبح کے وقت ماں اور بیٹی دونوں کو بلاتے ہیں۔ جب دونوں حاضر ہوتی ہیں تو حضرت عمرؓ حکم دیتے ہیں کہ تم نے رات کو جو آپس میں باتیں کیں انہیں دہراؤ۔ پہلے تو دونوں پس و پیش کرتی ہیں آخر کار وہی باتیں دہراتی ہیں۔ جب لڑکی یہ فقرہ کہتی ہے کہ عمرؓ اگرچہ نہیں دیکھ رہا مگر خدا تو دیکھ رہا ہے تو حضرت عمرؓ رونے لگتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بیٹی میرے پاس تمہارے لئے اور تو کوئی انعام نہیں۔ البتہ میں تمہارا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ اس لڑکی کو اپنی بہو بنا لیتے ہیں اور اپنے بیٹے عاصمؓ سے اس کا نکاح فرما دیتے ہیں ——

اسی طرح ایک اور رات کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کو ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آتی ہے تو آپ ان کی ماں سے بچوں کے رونے کی وجہ دریافت فرماتے ہیں۔ وہ عورت کہتی ہے کہ بچے بھوکے ہیں اور میرے پاس انہیں کھلانے کو کچھ نہیں۔ جناب فاروق رضؓ فرماتے ہیں کہ وہ سامنے ہنڈیا میں کیا پک رہا ہے؟ وہ عورت کہتی ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا رکھی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ فوراً بچوں کے کھانے کا سامان لانے کے لئے واپس جاتے ہیں ایک غلام ساتھ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سامان میں اٹھا کر ساتھ چلوں مگر آپ نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ کیا قیامت کے دن بھی تو میرا بوجھ اٹھائے گا؟ چنانچہ آپ سامان لے کر آتے ہیں اور کھانا وغیرہ پکانے میں عورت کی مدد کرتے ہیں۔ عورت آٹا گوندھنے لگتی ہے اور فاروق اعظمؓ آگ جلاتے ہیں جب آگ تیز کرنے کے لئے آپ چولہے میں پھونکیں مارتے ہیں تو آپ کی ریش مبارک زمین پر لگتی ہے۔ جب کھانا تیار ہو جاتا ہے تو بچوں کو کھلاتے ہیں اور اس عورت سے سوال کرتے ہیں کہ تو نے اپنی تنگی کا حال خلیفۂ وقت کو کیوں نہیں بتلایا۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میں اسے کیوں بتلاؤں پتہ کرنا اس کا فرض ہے آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کو کس طرح پتہ چلے کہ کون کون تنگ ہے۔ عورت کہتی ہے کہ پھر عمرؓ خلیفہ کیوں بنا ہے اور ساتھ ہی وہ عورت کہتی ہے۔ کہ عمرؓ کی جگہ تمہیں امیر المؤمنین ہونا چاہیے تھا۔ صبح کے وقت آپ اس عورت کو دربار میں بلاتے ہیں تو وہ عورت یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ رات کے وقت اس کے چولہے میں پھونکیں مارنے والا شخص خلیفۂ وقت ہی ہے۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ اس کے بچوں کا وظیفہ مقرر فرما دیتے ہیں۔

ایک دفعہ گشت کرتے کرتے آپ ایک بدو مسافر سے ملتے ہیں۔ وہ بڑا بے چین نظر آتا ہے آپ اس سے بے چینی کی وجہ دریافت فرماتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میری عورت بچہ جننے والی ہے مگر اس کے پاس دایہ کے کام کے لئے کوئی عورت نہیں جناب عمرؓ وہاں سے واپس تشریف لے جاتے ہیں اور اس کی عورت کی تیمار داری کے لئے اپنی زوجہ حضرت ام کلثوم کو لے آتے ہیں۔ وہ خیمے کے اندر چلی جاتی ہیں۔ اور آپ اس بدو مسافر سے باتیں کرنے لگتے ہیں وہ بدو جی بھر کر حضرت عمرؓ کا شکوہ کرتا ہے کہ عمرؓ اچھا کھاتا اچھا پیتا اور خوب آرام کرتا ہو گا حضرت سنتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد آپ کی بیوی خیمے کے اندر سے آواز دیتی ہے کہ امیر المومنین اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے کہ خدا تعالےٰ نے اسے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ مسافر "امیر المومنین" کا لفظ سنکر چوکنا ہو جاتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں آپ کی تکالیف کا ازالہ میرا فرض ہے صبح کو اس بچے کا وظیفہ لگا دیتے ہیں ——

عمرو ابن العاصؓ مصر کے گورنر ہیں ان کا بیٹا ایک غریب آدمی کو گھوڑ دوڑ میں اس لئے چابک مارتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے کیوں نکل گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ شکایت ملتی ہے تو فوراً عمر بن العاصؓ ........ گورنر مصر اور اس کے بیٹے کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ جب دونوں باپ بیٹا دربار فاروقؓ میں حاضر ہوتے ہیں۔ تو فاروق اعظمؓ اس غریب آدمی کو چابک دے کر گورنر کے بیٹے کو مارنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جب گورنر کے بیٹے سے بدلہ لے چکتا ہے تو اسے حکم دیتے ہیں کہ گورنر کو بھی مارو کیونکہ اس کے بیٹے نے اس کی وجہ سے تمہیں مارا ہے وہ آدمی کہتا ہے کہ میں گورنر کو معاف کرتا ہوں جس نے مجھے مارا ہے میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے اس پر حضرت عمرؓ بھی گورنر کو معاف کر دیتے ہیں۔

---

## (بقیہ) قیامت کا خوف صفحہ سے آگے

جو شہوات اور لذات کے تابع تھے اور اپنے مالوں سے اللہ تعالےٰ کا حق نہ دیتے تھے اور اسے اپنی من بھائی چیزوں پر خرچ کرتے تھے۔

### دسواں گروہ

لمبے گندھک کے کرتے پہنے ہو گا جو ان کے بدن پر چپٹے ہوئے ہوں گے، یہ متکبروں کا گروہ ہو گا جو غرور سے مٹک کر چلتے تھے۔

یہ حال اس امت کے گنہگار عاصیوں کا ہے اب مومن اور نیکوں کا حال بھی سنیئے ان میں بعضوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے بعضوں کے چہرے آسمان کے ستاروں کی طرح روشن ہوں گے بعض نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے، بعض سنہری کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے اور بعض مشک اور زعفران کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوں گے وعلیٰ ہذا القیاس۔

### اپنا جائزہ

اس بیان کے مطالعہ کے بعد اپنا جائزہ لیجئے کہ آپ کا کس گروہ میں شمار ہے اگر برے اور بدکار گروہوں کی خصلتیں آپ میں موجود ہیں تو فوراً توبہ کیجئے اور سیئات کو چھوڑ کر اعمال حسنہ پر گامزن ہو جائیے اگر آپ مومن اور نیک ہیں تو حمد باری بجا لائیے اور آخری دم تک نیکی کے راستہ پر استقامت سے چلتے رہیئے تاکہ آخرت کی سرخروئی اور رضائے مولےٰ پاک حاصل ہو سکے۔

---


قرآن مجید

ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ

حاشیہ پر مکمل تفسیر عثمانی

از شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

بڑی تقطیع، صفحہ کا طول ۱۵ عرض ۱۰ جلی قلم

عکسی طباعت۔ ہدیہ [illegible] روپیے [illegible]

نمونے کے صفحے مفت منگوا کر زیارت کیجئے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ ڈاکخانہ تاج کمپنی پوسٹ بکس ۱۳۰ کراچی




# حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں سماج میں عورت کا مقام

★ ــــ جناب سید نصیر الدین ہاشمی

(یہ مضمون حضرت عمر فاروقؓ کانفرنس میں سنایا گیا تھا)

اس عنوان سے واضح ہے کہ مجھے عورت کی سماجی مقام کی صراحت کرنی ہے۔ حضرت عمرؓ کے سوانحیات پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فاروق اعظم کو دعوت اسلام دینے والی اور حلقہ بگوش اسلام کرنے والی ایک محترمہ خاتون ہی تھیں چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔ ہجرت نبی کے چھٹے سال ایک روز ابوجہل نے کہا۔ اے قریش! محمدؐ تمہارے خداؤں کی مذمت کرتا ہے اور تم کو احمق بتاتا ہے۔ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا۔ میں اس کو سو اونٹ اور ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ عمرؓ یہ سنکر تلوار لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے چلے۔ راستے میں بنی زہرہ کے ایک شخص سے گفتگو ہوئی اور اس سے معلوم ہوا کہ عمرؓ کی بہن بھی اسلام لا چکی ہے۔ اب حضرت عمرؓ غصے میں اپنی بہن کے یہاں چلے۔ جب بہن کے مکان کو پہنچے وہاں ایک صحابی سورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کی آواز سن کر وہ تو چھپ گئے۔ عمرؓ گھر میں آئے اور اپنے بہنوئی کو اسلام لانے پر ملامت کرنے لگے۔ بالآخر غصہ میں بہنوئی کو مارنے لگے آپ کی بہن چھڑانے آئیں تو ان کو بھی مارا ان کا سر پھٹ کر خون جاری ہوا اور رونے لگی اور خفگی سے کہا ہاں ہم مسلمان ہوئے اب تو کیا کرتا ہے سو کر۔ بہن کو زخمی دیکھ کر عمرؓ کا غصہ فرو ہو گیا اور وہ پلنگ پر جا بیٹھے۔ وہاں سورۂ طٰہٰ رکھی تھی اس کو دیکھنا چاہا بہن نے کہا تو کافر نا پاک ہے اس کتاب کو نہ چھونا عمرؓ ہاتھ منہ دھو کر آئے اور طٰہٰ کی سورت پڑھی اور وحدہ لاشریک کی گواہی دے کر اسلام قبول کر لیا اس طرح حضرت عمرؓ کا اسلام قبول اسی کی بہن کی وجہ سے ہوا ــــ

- - - - - - - - - - - - - - -

واضح ہو کہ حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ خلافت ۱۳ھ سے شروع ہوتا ہے۔ جب کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم کو انتقال کئے ہوئے صرف ڈھائی سال کا عرصہ ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت ختم ہوئی تھی یعنی یہ وہ زمانہ تھا جس کو حکومت اسلامی کا ابتدائی دور قرار دینا چاہیئے۔ اسلام سے پھر جانے والے مرتدوں کی بیخ کنی ہو چکی تھی اور اسلامی جاں باز کسریٰ اور قیصر کی شوکت وعظمت باجبروت حکومتوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے پر متوجہ ہو چکے تھے اس کے ساتھ ہی اسلامی قانون یعنی قرآن اور اس کے ساتھ حدیث پیغمبر السلامؑ اسلامی حکومت کے آئین جہانبانی قانون کشورستانی دستور اور ضابطہ سماج بنے ہوئے تھے اس لئے اگر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سماج میں عورت کا مقام معلوم کرنا ہو تو اسلامی قانون ہی کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ جو درجہ اسلام نے عورت کو سماج میں دیا ہے اس کی پوری پوری تعمیل حضرت عمر کے دورِ خلافت میں ہوتی رہی ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم زمانہ جہالت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی ہستی نہیں تھی حتیٰ کہ خدا نے ان سے متعلق جو احکام نازل کرنا چاہے نازل کر دیئے اور جو حقوق ان کے لئے مقرر کرنے تھے مقرر کر دیئے" اس سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں عورت کا سماجی مقام وہی تھا جس کو اسلامی قانون نے مقرر کیا تھا۔ اسلامی قانون کے لحاظ سے عورت پر نظر ڈالی جائے تو چند اہم امور سب سے پہلے پیش ہوتے ہیں یعنی بیوی کے حقوق، حسن معاشرت عدم تشدد، اطاعت شعاری۔ نیکی میں تعاون اختلاف کا علاج، شوہر کا قصور وغیرہ

سماج میں عورت کی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے اسلام کا پہلا عطیہ "مہر" کا مقرر کرنا ہے قرآن نے لفظ "نحلہ" استعمال کر کے اس کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ یہ خاوند کی طرف سے بیوی کو تحفہ ہے بے بدل۔ یہ عورت کی قیمت نہیں ہوتی جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا اب بھی بعض اقوام میں دستور ہے۔ دراصل "مہر" عورت کی ملکیت ہوتی ہے اور اس پر کسی دوسرے شخص یعنی اس کے باپ یا شوہر کو کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس موقع پر ایک واقعہ قابل اظہار ہے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ "مہر" کو کم مقدار میں مقرر کرنے کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ ایک خاتون نے اس موقعہ پر آپ کو ٹوک کر کہا، خدا نے گائے کے چمڑے بھر سونا مہر میں دینے کی اجازت دی اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے الفاظ واپس لے لیے۔ خانگی یا منزلی زندگی میں مرد اور عورت کے حقوق یکساں قرار دیئے گئے ہیں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ عورت کے ساتھ اچھا سلوک کریں لیکن اس اصول مساوات کے باوجود مرد کو بعض امور میں عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" یعنی البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے گویا اصولاً بلحاظ حقوق دونوں میں کوئی فرق نہیں لیکن بعض عملی حالتوں کے باعث ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہے

ازدواجی زندگی میں مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں تو ذمہ داریاں بھی ہیں عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو

اسلام سے پہلے عرب میں عورت کی منزلی زندگی قابل رحم تھی۔ قدر ومنزلت تو درکنار ان کو جانوروں سے بدتر تصور کیا جاتا تھا اور ان کی کوئی وقعت وعزت نہیں تھی۔ خود حضرت عمرؓ کا قول ہم سن چکے ہیں یعنی خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی ہستی نہیں تھی۔

عرب میں وہ محض مرد کی خواہشات نفسانی کی تسکین کا ذریعہ تھی اور طرہ یہ کہ مرد پر اس کی طرف سے کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی۔ اسلام نے بتایا کہ عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مرد کے عورت پر ہیں اور وہ منزلی زندگی میں ہر طرح انصاف اور نیک سلوک کی حقدار ہے

مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت پر اعتماد واعتبار کرے گھر کے معاملات میں ان سے مشورہ کرے قرآن نے عورت اور مرد کے تعلقات کو ایک نہایت لطیف مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ "عورتیں تمہارے لئے لباس کا درجہ رکھتی ہیں اور تم اُن کے لباس کا درجہ"

مرد پر ایک اور ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے اسلام سے پہلے ایسے طریقے رائج تھے کہ مرد عورتوں سے ایلا کر لیتا تھا یعنی خدا نے جو باتیں جائز اور حلال قرار دی ہیں اس کو اپنے اوپر حرام قرار دیتا اسلام نے اس طریقہ کو ناپسند اور ناجائز قرار دیا چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا ایک واقعہ قابل تذکرہ ہے

حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں حسب معمول رات میں گشت کر رہے تھے، آپ نے ایک عورت کی زبان سے چند شعر سنے، جن کا مطلب یہ تھا کہ رات کسی قدر لمبی ہو گئی ہے اور اس کے کنارے کسی قدر چھوٹے ہو گئے ہیں اور میں رو رہی ہوں۔ میرا شوہر میرے پاس نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کھیل کے اس رات کو گزاروں خدا کی قسم خدا کا ڈر نہ ہوتا تو اس تخت کے

پانی ملا دیئے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر سخت افسوس کیا اور فوراً اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور پوچھا ایک عورت شوہر کے بغیر کتنے دن گزار سکتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ چار ماہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ فوج کے ساتھ باہر نہ رہے۔

حضرت عمرؓ کے گشت کے سلسلے میں چند اور واقعات بھی قابل صراحت ہیں جن سے خواتین کی سماجی حالت پر روشنی پڑتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے ایک رات حضرت عمرؓ اپنی گشت کے دوران میں ایک مکان پر گزرے یہ مکان ایک گوالن کا تھا اور گوالن اپنی دختر سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں کچھ پانی ملا دے لڑکی نے جواب دیا کہ امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے کی ممانعت کر دی ہے۔ ماں نے جواب دیا کہ کیا اس وقت امیر المومنین دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں مگر خدا تو دیکھ رہا ہے یہ سن کر حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہو گئے اور دوسرے دن صبح کو اس کی بیٹی کو طلب کر کے لڑکی کا نکاح اپنے فرزند سے کر دیا۔ اس نیک دل صداقت پسند خاتون کے بطن سے جو اولاد ہوئی ان میں عمرؒ بن عبد العزیز جیسا نواسہ شامل ہے جن کا عدل و انصاف تاریخ اسلام سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک عورت کے اطراف کئی بچے رو رہے ہیں اور ایک ہانڈی چولھے پر چڑھی ہے بچے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت سے دریافت حال کیا اس عورت نے جواب دیا کہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں اور میں نے ان کی تسلی کے لئے پانی آگ پر رکھ دیا ہے یہ معلوم کر کے حضرت عمر رو پڑے اور فوراً بیت المال جا کر خورد و نوش کا سامان خود اپنے کندھے پر لے کر اس عورت کے پاس آئے اور کھانے کا سامان اس عورت کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے آٹا گوندھا، ہانڈی چڑھائی۔ جب بچے شکم سیر ہو گئے تو حضرت عمرؓ واپس ہوئے۔ ایک اور رات حضرت عمرؓ کا گزر مدینہ کے باہر ہوا۔ دیکھا ایک بدوی خیمہ کے باہر بیٹھا ہوا ہے اس سے آپ نے باتیں شروع کیں اس عرصہ میں خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے دریافت کیا کہ عورت کو درد زہ ہو رہا ہے تو آپ فوراً اپنے مکان کو گئے اور اپنی اہلیہ کے ساتھ سامان خورد و نوش لے کر اس بدوی کے پاس آئے اور اپنی بیوی کو بدوی کی عورت کے پاس چھوڑ کر خود پکانے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ دیر بعد لڑکا تولد ہوا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے آواز دی امیر المومنین بدوی کو مبارکباد دیجئے کہ اس کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ امیر المومنین کا نام سن کر بدوی خوف زدہ ہو گیا مگر آپ نے اس کو تسلی دی ولاسا دے کر بے خوف کر دیا۔

ایک مرتبہ ایک قافلہ مدینہ میں آیا اور شہر کے باہر اترا اس کی خبر داری اور حفاظت کے لئے خود حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور پہرہ دیتے رہے۔ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں رو رہا تھا۔ آپ نے ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے مگر پھر تھوڑی دیر کے بعد بچہ رونے لگا آپ نے اس عورت سے کہا تو بڑی بے رحم ماں ہے کہ بچہ کو دودھ نہیں پلاتی۔ اس عورت نے کہا تم کو اصل حقیقت معلوم نہیں واقعہ یہ ہے کہ عمر نے حکم دیا ہے بچہ جب دودھ چھوڑ دے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے میں اس غرض سے بچہ کا دودھ چھڑاتی ہوں اور یہ اس وجہ سے روتا ہے۔ حضرت عمر کو یہ سن کر بڑی رقت ہوئی اور اپنے آپ پر ملامت کی تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا اور حکم جاری کر دیا کہ بچہ کی پیدائش کے وقت سے بیت المال سے وظیفہ جاری کر دیا جائے۔

حضرت عمر قلمرو اسلامی کے دورہ کے لئے نکلے تاکہ حالات کا بچشم خود معائنہ کریں آپ کوفہ کو آ رہے تھے راستہ میں ایک خیمہ دیکھ کر سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب گئے۔ ایک ضعیف عورت نظر آئی آپ نے اس سے دریافت کیا عمرؓ کا کچھ حال معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں ملک شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اسے غارت کرے آج تک مجھے ایک حبہ نہیں ملا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اتنی دور کا حال عمرؓ کو کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے ——— اس نے کہا اُس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے یہ سن کر حضرت عمرؓ کو بڑی رقت ہوئی اور بے اختیار رو پڑے

ان واقعات سے عورتوں کی سماجی مقام کی صراحت بھی ہوتی ہے

قوانین اسلام کی رو سے خاوند کا ایک فرض یہ ہے کہ وہ بیوی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے یہاں اس نکتہ کو بھی یاد رکھا جائے کہ ظلم و زیادتی جسمانی بھی ہوتی ہے اور ذہنی و روحانی بھی ان سب کی ممانعت کی گئی ہے۔

جہاں بیوی کے حقوق خاوند پر ہیں وہیں خاوند کی طرف سے بیوی پر بھی بعض ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں سورۃ النساء میں حکم ہے جو نیک بیویاں ہیں وہ خاوند کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور خاوند کی غیر حاضری میں بھی اس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کرتی ہیں۔

اس حکم سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی پر نہ صرف خاوند کی اطاعت شعاری فرض ہے بلکہ اس کی غیر حاضری میں اس کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کرنی بھی ضروری ہے بیوی پر تربیت اولاد کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان پہنچانے والی اور کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑی اس لئے روحانی اور اخلاقی نقصان مراد ہے کیونکہ وہ خاندان کے ساتھ تعاون علی الخیر نہ کر کے اس کے نیک ارادوں میں روک بن کر یا اُسے بُرا مشورہ دے کر روحانی ترقی میں حائل ہو سکتی ہے پس اس سے واضح ہے کہ عورت پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے چاہیئے کہ وہ مرد کی ذہنی اور روحانی ترقی کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے نیکی کے کاموں میں مدد کرے۔ ان تمام امور پر حضرت عمرؓ کے دور میں عمل ہوتا تھا۔

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے حضرت عمر نے عورتوں کے لئے سماجی مقام وہی قرار دیا تھا جس کو اسلام نے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مطلقہ عورت کا دعویٰ پیش ہوا کہ اس کو عدت کے زمانہ تک نان و نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہیں قرآن سے ثابت ہے کہ مکان ملنا چاہیئے اور مکان کے ساتھ نفقہ خود لازمی جز ہے۔ مگر فاطمہ بنت قیس نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ان کو طلاق کے بعد نفقہ نہیں دلایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سُن کر فرمایا ہم قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتے نہیں معلوم اس کو حدیث یاد ہے یا نہیں

مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر خود حضرت عمرؓ کی گھر پر نظر ڈالی جائے اور گھر کے سماجی مقام کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی بیویوں سے باوجود اسلامی حقوق پر عمل کرنے کے خوف کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ نے حضرت عمرؓ کے پاس آ کر اپنی بیویوں کی شکایت کی حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی تم کیا کہتے ہو میرا بھی یہی حال ہے میں کسی ضرورت سے باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی عورتوں کی دید بازی کے لئے گئے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر کہا جہاں تک ہو سکے عورت کو بنانا چاہیئے تاوقتیکہ ان کے ذہن میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

عکرمہ بن خالدؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی ایک لڑکی بالوں میں کنگھی کر کے بن سنور کر اچھے کپڑے پہن کر آپ کے سامنے آئیں تو آپؓ نے ان کو درّے لگائے کہ وہ رو پڑی۔ حضرت حفصہؓ نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ اس کے نفس میں غرور پیدا ہو گیا ہے اس لئے میں نے اس کو سبک کرنا چاہا۔

یہ ہیں وہ واقعات جس سے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سماج میں عورت کے مقام کی صراحت ہوئی ہے اگرچہ حضرت عمرؓ نے قوانین اسلام کے مطابق عورتوں کو سماجی آزادی دی تھی، پہننے اوڑھنے کی زندگی میں عورتوں کو پوری آزادی حاصل تھی لیکن ان سب باتوں میں قانون اسلام سے انحراف نہیں کیا جا سکتا تھا۔

آخر میں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے جنازہ کیساتھ کسی خاتون کو آنے کی ممانعت کر دی تھی شاید اس میں مصلحت یہ تھی کہ عورت رقیق القلب ہوتی ہے کہیں ان کا ماتم نہ کرنے لگیں کیونکہ اسلام

# علمی مسائل اور اُن کے جوابات

از مولانا محمد سمیع الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

نوٹ:- ادارہ خدام الدین کے نام جو سوالات آتے رہتے ہیں ان میں سے بعض کے جوابات حسب ذیل ہیں (ادارہ)

سوال:- قبور پر دعا کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے کیا اموات سنتے ہیں یا نہیں؟

محمد ناظر اللہ بخش ساکنان صادقیہ آڑھت گھر بیرون دہلی گیٹ ملتان)

الجواب وباللہ التوفیق قبور پر اس طور سے دعا کرنا کہ اے صاحب قبر اس طرح میرا کام کر دے تو یہ تو حرام اور بالاتفاق شرک ہے اور یہ بات کہ صاحب قبر کو خطاب کر کے کہنا کہ تم میرے لئے دعا کرو۔ تو اس کا تعلق اموات کے سننے نہ سننے کے مسئلہ سے ہے جو عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے اب تک مختلف فیہا ہے اور چونکہ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے اس لئے کوئی اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا منکرین سماع موتیٰ اس طرح خطاب کو لغو اور ناجائز کہتے ہیں اور مجوزین سماع جائز سمجھتے ہیں مناسب و بہتر یہ ہے کہ مزارات پر یوں دعا کرے کہ یا اللہ اس فلاں مقبول کے طفیل سے ہمارا کام کر دے (ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ کامل ص۸۶ نیز ص۹۴ اور فتاوی دارالعلوم امداد المفتین ص۲۰ و دیگر کتب فقہ) فقط واللہ اعلم، ۲۲ رمضان ۸۲ھ

---

سوال:- دیہات میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی جائز ہے یا نہیں جبکہ مسجد میں پنجوقتہ نماز باجماعت و اذان ہوا کرتی ہے کم از کم کتنے آدمیوں کے جمع ہونے پر جمعہ کی نماز کا فریضہ ادا ہو سکتا ہے میں نے کسی جگہ پڑھا ہے کہ جمعہ کے لئے کم از کم تین آدمی ہوں تو اس کا پڑھنا درست ہے (واللہ اعلم)

عبدالوحید رحمانی نواں کوٹ خانپور

الجواب وباللہ التوفیق:- احناف کے نزدیک چھوٹے گاؤں اور دیہات میں اگرچہ باجماعت پنجوقتہ نماز ادا کی جاتی ہو۔ مگر جمعہ واجب و ادا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جمعہ کے لئے مصر کا ہونا شرط ہے۔ کما فی الشامیؒ وفی ماذکرنا اشارة الی انہ لا یجوز فی الصغیرة التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ کے علاوہ فقہاء احناف کے تصریحات ہیں کہ اگر مصر کے شرائط موجود نہ ہوں تو وہاں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں جس جگہ جمعہ کی نماز واجب ہو وہاں جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین افراد کا ہونا شرط ہے آپ نے جو پڑھا ہے وہ مصر کے بارہ میں ہے نہ کہ دیہات کے بارہ میں (واللہ اعلم) (۹ ذی الحجہ سنہ ۸۲ھ)

---

سوال:- ایک آدمی جس کی پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے اور اسی میں اولاد بھی ہے اور بعد میں اس نے دوسری بیوی سے شادی کی ہے اس کی اولاد کوئی نہیں، اس نے نکاح سے پہلے ایک تحریر نامہ لکھا تھا کہ دو سو روپیہ حق مہر اور اگر میں پہلے مر جاؤں تو ایک مکان جس کی مالیت چھ ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اور ۲۵ تولہ سونا یہ آپ کی مالیت ہوگی۔ باقی جو میری جائیداد ہے اس کی آپ کسی قسم کی مالک نہیں ہوگی دونوں کی رضامندی سے یہ وصیت نامہ لکھا گیا اس آدمی کی مالیت قریباً دو لاکھ کے قریب ہے اب اب وہ آدمی فوت ہو گیا ہے اور یہ عورت مطالبہ کرتی ہے کہ جو قرآن پاک میں عورتوں کا حق آٹھواں حصہ مقرر ہوا ہے وہ مجھے ملنا چاہیئے۔ کیا یہ عورت کا آٹھواں حصہ حق ہو سکتا ہے یا کہ جو وہ خود خاوند اس کا وصیت نامہ میں لکھ گیا ہے وہ اس کا حق ہے

(گوجرانوالہ سیٹلائٹ ٹاؤن A-81 سردار محمد کھوکھر)

الجواب وباللہ التوفیق۔ متوفی نے بیوی کو اپنی زندگی میں جو کچھ بشکل مہر دیا ہے وہ بیوی کا حق مہر ہے اور جو کچھ حق مہر سے زیادہ ہے اور متوفی کے وفات کے وقت موجود ہے تو وہ تمام ترکہ اور املاک جو میت نے اپنی زندگی میں کسی وارث کے نام منتقل نہیں کی ہیں اور بوقت وفات میت کی ملکیت میں تھیں ورثہ میں شرعی طریقے سے تقسیم ہوں گی اور اس طرح بیوی کو بھی مجموعی ترکہ کا آٹھواں حصہ میراث دیا جائے گا حسب ارشاد خداوندی وَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ (الآیۃ) بیویوں کے لئے ⅛ حصہ ہے تمہارے ترکہ میں اگر تمہاری اولاد ہو، (واللہ اعلم)

(۲۲ رمضان المبارک سنہ ۸۲ھ)

---

سوال:- برائے کرم مطلع فرمائیں کہ فدیہ کی رقم بیوی، شادی شدہ بیٹی اور نواسا، نواسی کو دینی جائز ہے یا نہیں جواب خدام الدین میں شائع فرمائیں۔

(خاکسار خلیل احمد عباسی ۴ رحمت مینشن فریئر روڈ کراچی)

الجواب وباللہ التوفیق - فدیہ کی رقم بیوی یا بیٹے، بیٹی اور نواسا، نواسی کو دینا جائز نہیں کیونکہ فدیہ صدقات واجبہ میں سے ہے اور مصارف کے لحاظ سے اس کا حکم زکوٰۃ جیسا ہے درمختار میں ہے۔ ولا الی من بینهما ولاد او زوجیة

زکوٰۃ دینا ان کو جائز نہیں جن کے درمیان زوجیت یا ولادت کا رشتہ ہو (یعنی اپنی بیوی۔ شوہر اور اولاد و آباء و اجداد اور جدات کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

وکذا کل صدقة واجبة کالفطرة والنذور والکفارات (شامی جلد دوم ص۸۶)

زکوٰۃ کی طرح تمام صدقات واجبہ (صدقۂ فطر نذور و کفارات) کا بھی حکم ہے کہ رشتۂ ازدواج اور رشتہ ولادت میں نہیں دی جا سکتیں (واللہ اعلم)

---

سوال:- میں صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ شادی میں سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

حضرت علامہ مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ نے تعلیم الاسلام حصہ چہارم میں لکھا ہے "یہ چیزیں بدعت ہیں" ——

(۱) پختہ قبریں بنانا (۲) قبروں پر چادریں اور غلاف چڑھانا (۳) قبروں پر گنبد بنانا (۴) دھوم دھام سے عرس کرنا (۵) میت کے مکان پر کھانے کے لئے جمع ہونا (۶) شادی میں سہرا باندھنا (۷) بدھی پہنانا

برائے مہربانی آپ یہ لکھ دیجئے کہ ان میں کوئی بات غلط بھی ہے یا سب درست ہیں

(المستفتی ذوالفقار۔ ضلع دادو سندھ بھی رام ربانار دادو ۲۸۴)

الجواب امور مذکورۃ جو حضرت مفتی مولانا کفایت اللہ صاحبؒ نے ذکر فرمائی ہیں وہ از روئے شرع واقعی بدعت ہیں اکابر اور محقق علماء کی تصریحات ہر زمانہ میں ان امور کے بدعت ہونے کے بارہ میں مذکور ہیں مثلاً قبروں پر گنبد بنانے...... اور اسے پختہ کرنے کے بارہ ارشاد نبویؐ ہے ——

عن جابرؓ قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارات بنانے اور قبروں پر بیٹھنے سے ممانعت فرمائی ہے

فقہ کی معتبر کتابوں میں بھی قبروں پر گنبد اور چبوترہ بنانے اور پختہ کرنے کی صاف ممانعت موجود ہے

ولا يجصص للنهي عنه ولا يطين ولا يرفع عليه بناء الخ (درمختار)

اسی طرح کسی خاص دن میت کے مکان پر کھانے کے لئے جمع ہونے کے بارہ میں بھی حضرات علماء

## بقیہ: علمی مسائل اور ان کے جوابات

علماء نے بدعت ہونے کی تصریح کی ہے جبکہ کسی ضعیف روایت سے بھی ان رسوم کا ثبوت نہیں ملتا
مولانا عبدالحی مرحوم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح سفر السعادت سے ناقل ہیں
انہم تعزیت اہل میت وتسلیہ وصبر فرمودن سنت ومستحب است اما دریں اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است وحرام انتہی
اسی طرح فتاوی بزازیہ، مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ اور شرح منہاج للعلامۃ النووی وغیرہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ یہی حال دوسرے رسومات کا ہے جو بدعت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے فقط

سمیع الحق غفرلہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
ضلع پشاور ۱۴ ذی قعدہ ۸۲ھ

## بقیہ: صحبتے با اولیاء

سے ریٹائر ہوئے مگر حرام کمائی نہیں کی۔ درویشوں کے رنگ میں رنگے گئے تو درویش ہو گئے۔ صرف ایک ہی تقریر حضرت کی سنی اور یہ حال ہو گیا۔ سبحان اللہ!

(۷) حضرت نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ کہ اپنی بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ (۱) لکھنا (۲) تیراندازی (۳) تیراکی اور پھر فرمایا کہ حضرتؒ نے مجھے یہ تینوں کام خود سکھائے ہیں۔ لکھنا بھی سکھایا اور بندوق چلانا بھی سکھایا جو موجودہ دور میں تیراندازی کا قائم مقام ہے اور پھر حضرتؒ کو تیراکی میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ ایک دفعہ حیدر آباد سندھ سے ایک بہت بڑا کدو لے آئے اور سوکھ گیا تو اس سے ٹیوب کا کام لیا۔ اس کی مدد سے وہ مجھے تیرنا سکھایا کرتے تھے۔

(۸) جب حضرت گزشتہ اپریل میں چونترہ ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے تھے تو وہاں ایک شخص ان کو اپنے گھر لے گیا۔ میں یعنی راقم الحروف بھی ساتھ تھا۔ اس شخص کا دس سالہ لڑکا از حد لاغر تھا اور بیمار تھا۔ چارپائی سے ہل نہیں سکتا تھا۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے جواب دے دیا تھا۔ کئی ایک عامل آئے مگر مرض جوں کا توں رہا۔ کسی نے کہا جن بھوت کی کسر ہے کسی نے کہا مرگی ہے۔ کسی نے کچھ کسی نے کچھ، حضرت نے بھی اللہ کا نام پڑھ کر بچے کو دم کیا اور پانی دے آئے۔ الحمدللہ ہمارے دورہ باغ فقیر یہ میں وہی بچہ اپنے پاؤں سے چل کر پیدل سفر کر کے اپنے باپ کے ہمراہ آیا اور حضرت کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ حضرت نے شفقت فرمائی

گاؤں کے سب لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ بچہ تندرست و توانا تھا۔ اور حضرت سے باتیں کرتا رہا ـــ

باتیں تو بے شمار ہیں مگر اختصار کے پیش نظر ان چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں اور مضمون کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھتا ہوں ـ

رات تین چار گھنٹے آرام کر کے علی الصبح حضرت نے چلنے کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ جمعرات کو مجلس ذکر تھی اور جمعہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے پڑھانا تھا۔ اس لئے حضرت کو واپس جلد پہنچنا تھا۔ کار میں بیٹھے۔ ناچیز کو بھی ساتھ ہی بٹھا لیا اور ہم راولپنڈی آ گئے۔ مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ العالی کے ہاں گئے۔ ناشتہ کیا اور پھر ریلوے اسٹیشن پہنچے حضرت کو الوداع کہنے کے لئے محمد عبدالرشید صاحب اور صوفی محمد شبیر صاحب جن کے نام اوپر ذکر ہو چکے ہیں بھی آئے ہوئے تھے اور ساتھ ہی صوفی محمد شبیر صاحب کا بچہ سعید حضرت کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ حضرت نے پیار کیا۔ اور انعام بھی دیا۔ یہ بچہ بھی خوش قسمت ہے جس کو حضرت نے انعام دیا۔ حضرت تیز گام پر سوار ہو گئے۔ حاجی بشیر احمد صاحب کھڑکی سے اپنی مسکراہٹیں بکھیر رہے تھے جو ان کے اخلاص کو ظاہر کر رہی تھیں اور حضرت گاڑی کے دروازے میں کھڑے تھے۔ پونے ۹ بجے صبح تیز گام سوئے لاہور روانہ ہو گئی ؎

چل دیئے لاہور کو جب حضرت عالی مقام
ہم کھڑے تھے اور چلتی جا رہی تھی تیز گام

## اطلاع عام

برائے گمشدگی بک وصولی چندہ مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بک ۴۶ رسید ۷۵۱ تا ۷۶۰۰ تک جو کہ رکن مدرسہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کے سپرد تھی۔ وہ ڈاکٹر صاحب کی دکان سے غائب ہو گئی ہے اگر کوئی صاحب اس رسید بک سے چندہ وصول کرتا ہوا پایا جاوے تو اس کی اطلاع ناظم اعلیٰ مدرسہ اور اپنے متعلقہ تھانہ کو دے کر مشکور فرمائیں۔ کیونکہ مدرسہ کا آج تک کوئی سفیر مقرر نہیں کیا گیا۔ فقط

(ناظم مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ)

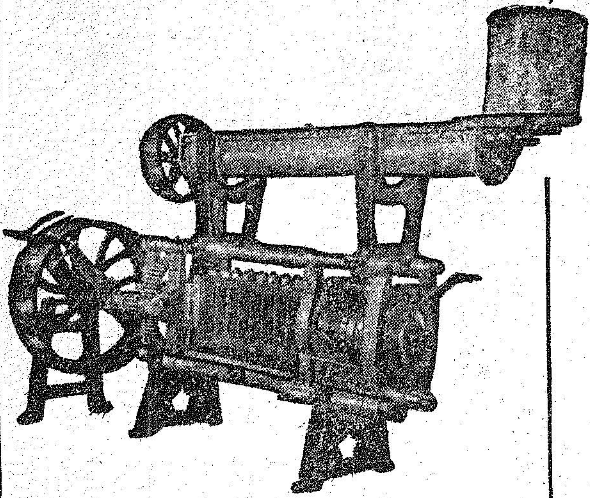
## اعتذار

شہدائے اکاڑہ کی تعزیت کے سلسلہ میں ملک کے ہر حصہ سے کئی خطوط ہمارے پاس آئے ہیں۔ ملکی رسائل، جرائد اور اخبارات نے بھی اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ نہایت محترم اور برگزیدہ علماء وصوفیاء دور دراز سے بذات خود تشریف لائے ہیں۔ چونکہ والد صاحب حضرت مولانا السید عبدالحنان صاحب حادثہ کے تیسرے روز بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اس لئے میں ان کی اور باقی پس ماندگان کی طرف سے ان تمام حضرات کی خدمت میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں اور فرداً فرداً جواب نہ دے سکنے پر معذرت خواہ ہوں۔

حافظ عبدالرحمن برادر کلاں شہدائے اکاڑہ
تاجک ضلع کیمبل پور

## نوٹ

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیں
(۲) پرچہ بروقت نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیں تاکہ دوبارہ بھجوایا جائے


SOIL COWL　مصنوعات　R.W.HEAD
فون ۵۰۰۰
سلطان فونڈری اینڈ سٹیل رولنگ ملز
بادامی باغ ـــ لاہور
سینٹری فٹنگ　خراد مشین　سریا
دھان مشین　لیتھ چک　پتی
جو کہ پائیداری، عمدہ کارکردگی اور نفاست میں بے مثال ہیں
SULTAN FOUNDRY　C.I SOIL PIPE
SULTAN FOUNDRY　RAIN WATER PIPE
PLUG BEND　FLUSH TANK　R.W.SHOE

بچوں کا صفحہ

# اسلامی اخلاق

۱- ایک مرتبہ کچھ امراء حضرت عمر بن عبدالعزیز کے یہاں مہمان ٹھہرے - آپ نے باورچی سے کہا کہ کھانا دیر سے لانا - چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا اور مہمانوں کو بھوک لگی تو کھانا نہ پا کر وہ پریشان ہونے لگے - عمر بن عبدالعزیز نے ان کے چہروں کو بھانپ لیا مگر کھانا لانے ہیں اور دیر کی - جب انہیں بھوک نے اور پریشان کیا تو خود ہی باورچی سے کہنے لگے کہ جو کچھ حاضر ہے وہی لے آؤ — باورچی کچھ ستو اور کھجوریں لے آیا - مہمانوں کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی بڑے مزے سے کھانے لگے یہانتک کہ اُن کے پیٹ بھر گئے -

تھوڑی دیر بعد اصل کھانا لایا گیا جس میں قسم قسم کی لذیذ چیزیں تھیں مگر مہمانوں نے کہا کہ اُن کا پیٹ بھر چکا ہے وہ نہیں کھائیں گے عمر بن عبدالعزیز کے اصرار پر مہمانوں کے تھوڑا تھوڑا کھایا اور جلد ہاتھ کھینچ لئے - کہنے لگے ہم کھجوروں اور ستوؤں سے سیر ہو چکے ہیں اس لئے یہ لذیذ کھانا نہیں کھا سکتے -

عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا - کہ "جب ایسی سادہ غذا انسان کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے تو پھر پیٹ بھرنے کے لئے عمدہ غذا کی خاطر لوگ ناجائز وسائل کیوں تلاش کرتے ہیں"۔

اس نصیحت کا مہمانوں پر بہت اثر ہوا اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے -

۲- جنگ یرموک میں ہزار مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا - میدان جنگ میں ہر طرف زخمیوں کی چیخ پکار سنائی دے رہی تھی حضرت حذیفہ بن یمان کے چچیرے بھائی بھی زخمی پڑے تھے - حضرت حذیفہ تھوڑا سا پانی لے کر ان کے پاس گئے تاکہ انہیں پلائیں پانی پینے ہی لگے تھے کہ نزدیک سے ایک مجروح پانی کے لئے پکار اٹھا - حضرت حذیفہ کے چچیرے بھائی نے اس زخمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلے اسے پلائیں - حضرت حذیفہ ان کے پاس پانی لے کر گئے تو ایک اور مجروح نے پانی مانگا - چنانچہ اس نے تیسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اسے پلا دیں اور خود نہ پیا - حضرت حذیفہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے - لوٹ کر دیکھا تو ان کا چچیرا بھائی اور ان کے مجروح ساتھی بھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے -

گویا تینوں نے ایک دوسرے کی خاطر اپنی جان دے دی -

۳- مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ اپنے اہل لشکر سمیت ایک جگہ خیمہ لگائے پڑے تھے کہ سکندریہ فتح ہو جانے کی خبر ملی - آپ نے خیمے اکھیڑ کر کُوچ کا حکم دیا - جب سب خیمے اکھیڑ دئے گئے اور آپ کا اپنا خیمہ اکھیڑنے کی باری آئی تو سپاہیوں نے دیکھا کہ خیمہ کے اندر کبوتر نے گھونسلہ بنا رکھا ہے - عمرو بن العاصؓ کو بھی گھونسلے کا پتہ چل گیا - آپ نے حکم دیا کہ خیمہ اکھیڑا نہ جائے کیونکہ یہ مہمان ہے - اسے تکلیف نہ دو - چنانچہ آپ نے خیمے کو اسی حالت میں وہیں چھوڑ دیا - اور باقی تمام ساز و سامان اُٹھا کر کوچ کر گئے - واپس آکر اسی جگہ آپ کے حکم سے ایک شہر بسایا گیا جس کا نام کبوتر کے اس خیمے کی نسبت سے فسطاط رکھا گیا (عربی میں فسطاط خیمے کو کہتے ہیں) یہ شہر آج بھی موجود ہے -

۴- اجنادین کے مقام پر جب مسلمانوں اور رومیوں کی فوجیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئیں تو روم کے بادشاہ ہرقل کے بھائی نے جو رومیوں کا سالار تھا ایک عرب جاسوس کو اسلامی لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا - جاسوس لشکر میں گھوم کر واپس گیا تو اس نے ہرقل کے بھائی کو بتایا کہ :-

"یہ لوگ رات کو راہب عابد ہیں اور دن کے وقت بہادر شہسوار ہیں - ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو یہ ہاتھ کاٹ دیتے ہیں - اگر وہ زنا کرے تو سنگسار کر دیتے ہیں غرض حق بات میں یہ کسی کی رعایت نہیں کرتے"۔

سپہ سالار نے اپنے جاسوس کی زبانی یہ باتیں سن کر کہا :-

"بخدا اگر ایسا ہی ہے تو ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی نسبت زمین میں دھنس جانا بہتر ہے"۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال

- تعجب ہے اس پر کہ جو موت کو جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے -
- تعجب ہے اس پر کہ جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس سے محبت کرتا ہے -
- تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو برحق جانتا ہے اور جانے والی چیز پر غم کرتا ہے -
- تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو مانتا ہے اور گناہ کرتا ہے -
- تعجب ہے اس پر جو حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے -
- تعجب ہے اس پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور دوسروں سے مانگتا ہے -

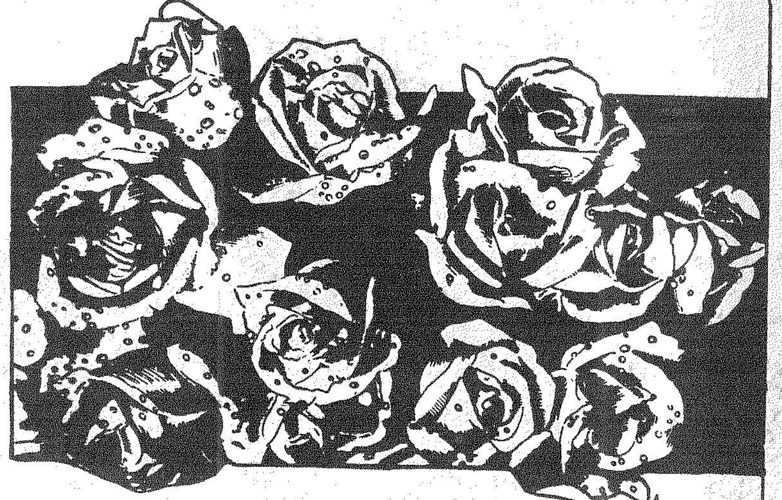
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری ۷ب/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

سفید کاغذ
جلد
قرآن مجید مترجم
شیعہ، سُنی، اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی علماء کا
تصدیق شدہ ترجمہ
اصل ہدیہ چھ روپے رعایتی ہدیہ پانچ روپے
محصولڈاک ایک روپیہ ۵۰ پیسے
نوٹ:- رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیے
وی۔پی ہرگز نہ ہوگا۔
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور



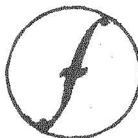
ڈیو
ٹائلٹ سوپ
پاکیزگی
نفاست اور خوشبو




شبنم کی طرح
شبنم کی طرح
شبنم کی طرح

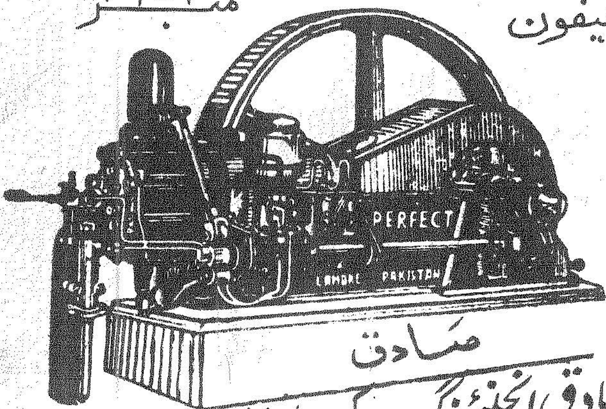
نرم
تازہ
مُصفّا

60
PAISA




فیروز سنز لیبارٹریز لمیٹڈ نوشہرہ (پاکستان)

ٹیلیفون نمبر ۴۹۷۶




صادق انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

# کتاب و سنّت کی روشنی میں روحانی بیماریوں کا مکمل علاج

**مجلس ذکر** کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذکورہ کتاب میں کیا درج ہے۔ حضرت شیخ التفسیر رح مجلس ذکر کے بعد جو ارشادات فرماتے رہتے تھے وہ خدام الدین میں چھپتے رہتے تھے اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے پانچ حصے ہیں ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک بذمہ خریدار۔ مبلغ ایک روپیہ (چھٹا حصہ زیر طبع ہے)

خاص خاص مضامین کی فہرست

**حصّہ اوّل**
- ذکر الٰہی کی خاصیتیں
- ذکر الٰہی کی تاثیر
- موت محمود

**حصّہ دوم**
- تقویٰ اور زہد میں فرق
- عالم وحدت اور عالم کثرت
- انسان کی روحانی تربیت

**حصّہ سوم**
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

**حصّہ چہارم**
- فیض کیا چیز ہے
- کامل کی صحبت
- تزکیہ کی برکات

**حصّہ پنجم**
- ریا۔ سمعہ
- باطن کی اصلاح کے بغیر صحیح طریقہ سے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ملنے کا پتہ:- شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا